85۔ جنگل میں منگل

ابن صفی

نکولس کو ہوش آیا تو بڑی دیر تک تاریکی میں آنکھیں پھاڑتے رہنے کے باوجود اندازہ نہ کر سکا کہ وہ کہاں ہے۔ البتہ احساس تھا کہ ٹھنڈی اور سخت زمین پر پڑا ہوا ہے۔ زمین کی ٹھنڈک بڑے بڑے اور گھنے بالوں سے گزر کر اس کی کھال تک پہنچ رہی تھی۔ لیکن وہ کسی کھلی جگہ پر تو نہیں تھا۔ ورنہ اندھیرے میں تاروں بھرا آسمان ضرور دکھائی دیتا۔

وہ اٹھ بیٹھا۔۔۔ جسم کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا اور بھوک کی شدت سے معدے میں اینٹھن سی ہونے لگی تھی۔ بیٹھے بیٹھے ایک طرف کھسکتے ہوئے اس نے محسوس کیا کہ وہ ایک مسطح سنگی فرش تھا۔

بیہوشی سے قبل کے واقعات اسے یاد آنے لگے۔ انگلش بولنے والے سیاہ جانور نے اسے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ اور ہنس ہنس کر لیزا سے گفتگو کرتا ہوا چل رہا تھا۔ اور پھر جب وہ پہاڑ کے قریب پہنچے تھے تو اچانک لیزا کی کسی حرکت کی بنا پر سیاہ جانور لڑکھڑا کر گرا تھا۔ نہ صرف وہ گرا تھا بلکہ خود نکولس نے بھی چوٹیں کھائی تھیں۔ پھر سیاہ جانور بیہوش ہو گیا تھا۔ اور لیزا کے ہاتھ میں ایک بار پھر پستول نظر آنے لگا تھا۔ اس نے ٹونی کو حکم دیا تھا کہ پہلے نکولس کی آنکھوں پر چرمی تسمہ چڑھائے اور پھر اپنی آنکھوں پر

۔۔۔ اس کے بعد کچھ دور وہ اس طرح چلتے رہے تھے کہ ٹونی نے نکولس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور نکولس کے اندازے کے مطابق ٹونی کا ہاتھ لیزا کے ہاتھ میں رہا ہوگا کیونکہ ٹونی کی بھی آنکھیں تو بند تھیں۔

وہ دیر تک چلتے رہے تھے۔ لیکن نکولس کے اندازے کے مطابق راستہ دشوار گزار نہیں تھا۔ اسے تو بالکل ایسا ہی لگتا رہا تھا

جیسے شہر کی کسی ہموار ترین سڑک پر چل رہا ہو۔۔۔۔۔ دشواری تو وہاں شروع ہوئی تھی جہاں سے زینوں پر چڑھنے کا آغاز ہوا تھا۔ خدا ہی جانے کتنے زینے تھے۔ دم لبوں پر آ گیا تھا۔ چڑھتے چڑھتے دوبارہ غشی سی طاری ہونے لگی تھی۔ آنکھوں پر اس وقت بھی تسمہ چڑھا ہوا تھا۔ خدا خدا کر کے زینے ختم ہوئے تھے۔ اور نکولس چکرا کر بیٹھ گیا تھا۔ لیزا ٹھوکریں مار مار کر اسے آوازیں دیتی رہی تھی۔ لیکن اس میں تو ہاتھ پیر ہلانے کی بھی سکت نہیں رہ گئی تھی۔ اس کے بعد کا کوئی واقعہ یاد نہ آ سکا۔

تو کیا وہ جس جگہ بیہوش ہوا تھا۔ اب تک وہیں پڑا ہوا ہے۔۔۔۔۔؟ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا۔ پھر اس کے ہاتھ کسی دیوار سے ٹکرائے تھے۔۔۔ دیوار کا سہارا لے کر اس نے اٹھ کھڑے ہونے کی کوشش کی۔ کچھ دیر تک دیوار ہی سے ٹکا کھڑا رہا تھا۔ پھر بائیں جانب کھسکنے لگا تھا۔ دفعتاً اندھیرے میں کسی کی خوفزدہ سی آواز گونجی۔

"یہاں۔۔۔۔۔ کون ہے"؟۔

نکولس ٹھٹک گیا۔

آواز پھر آئی۔ " کک۔۔۔۔۔ کون ہے"؟۔

جانی پہچانی سی آواز لگی تھی۔ لیکن نکولس خاموش ہی رہا۔ اور اب وہ آگے بھی نہیں بڑھ رہا تھا۔ کیونکہ اس نے آواز پہچان لی تھی۔ وہ جیری کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ تو کیا۔۔۔۔۔ لیزا نے اسے بھی قیدی بنا لیا ہے؟۔

"تت۔۔۔۔ تم کون ہو"؟۔ آواز پھر آئی۔

نکولس فوری طور پر فیصلہ نہ کر سکا کہ اسے بولنا چاہئے یا خاموش رہ کر پہلے حالات کا اندازہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اب وہ اپنی جانب بڑھنے والی قدموں کی چاپ سن رہا تھا۔

"جہاں ہو وہیں ٹھہرو"۔ دفعتاً نکولس بول پڑا۔ ساتھ ہی وہ چونکا بھی تھا اسے یہ اپنی آواز تو نہیں لگی تھی۔

"تم کون ہو بھائی"؟۔ جیری کے لہجے میں رو دینے کا سا انداز تھا۔

"ایک مصیبت زدہ، جہاں ہو وہیں ٹھہرو۔ میرے قریب آنے کی کوشش مت کرنا"۔

اس بار نکولس نے اپنی آواز بدلنے کی کوشش کر ڈالی تھی۔

"آخر تم کس مصیبت میں ہو"؟۔ جیری نے سوال کیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو"؟۔ نکولس نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا کہ یہاں کیوں پہنچایا گیا ہوں۔ تم بتاتے کیوں نہیں کہ تم کون ہو"؟۔

"تمہی بتا دو کہ تم کون ہو"؟۔ نکولس نے سوال کیا۔

"میں جیری اسٹاوٹن ہوں"۔

" کس جرم کی سزا ملی ہے تمہیں"؟۔

"میں نے۔۔۔؟ میں نے تو کوئی جرم نہیں کیا"۔

"اسے کے باوجود بھی تم جانور بنا دیئے جاوگے"۔

" کک۔۔۔۔۔۔کیا مطلب"؟۔

"سب جانور بنا دیئے جائیں گے۔ ایک ایک کر کے"۔

"لل۔۔۔۔۔لیکن۔۔۔۔وہ تو۔۔۔۔شکر الی"؟۔

" کاش اندھیرا نہ ہوتا اور تم مجھے دیکھ سکتے"۔ نکولس نے کہا۔

"تم کون ہو بھائی"؟۔

"دفعتاً تاریکی میں لیزا گوردو کی آواز گونجی"۔ یہ نکولس ہے جیری"۔

"اوہ مادام۔۔۔۔آپ کہاں ہیں"؟۔ جیری بیساختہ بولا۔ لیکن جواب ملنے کی بجائے روشنی کا جھماکا سا ہوا تھا۔ ساتھ ہی جیری کی چیخ بھی سنائی دی تھی۔ شاید اس نے نکولس کو دیکھ لیا تھا۔

روشنی کا یہ جھماکا بھی غالباً اسی لیے ہوا تھا کہ وہ نکولس کی صرف ایک جھلک دیکھ سکے اور اس کے بعد خود بھی اندھیروں میں گم ہو جائے۔

"دیکھ لیا تم نے"؟۔ نکولس غرایا۔ "ہاں میں نکولس ہوں"۔

"لیکن کیوں۔۔۔۔۔لیکن کیوں"؟۔ جیری کی آواز آئی۔

اس سے پہلے کہ نکولس کچھ کہتا۔ لیزا کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "تمہاری ڈائری ہضم کر لینے کی پاداش میں اسے سزا دی گئی ہے"۔

"جھوٹ مت بول۔۔۔۔۔کتیا"۔ نکولس دہاڑا۔

"بدتمیزی کی سزا موت ہے"۔

"میں زندہ رہنا نہیں چاہتا۔۔۔۔تو مجھ مار ڈال"۔

"ابھی نہیں، تم پر اس قدر تشدد کیا جائیگا کہ تم ڈائری جیری کے حوالے کر دو گے"۔

"اور پھر تم جیری کو بھی ٹھکانے لگا دو گی تاکہ ڈائری تمہاری ملکیت بن جائے"۔

" بکواس مت کرو۔ بتاو ڈائری کہاں ہے"؟۔

"میں نہیں جانتا مجھے یاد نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ جانور بننے کے بعد سے مجھے بہتیری باتیں یاد نہیں آ رہیں"۔

" بکواس ہے، جانور بننے سے یاداشت پر کوئی اثر نہیں پڑتا"۔

"پڑتا ہے، خود جانور بن کر دیکھ لو"۔

"نکولس، تم فنا کر دیئے جاؤ گے"۔

"میں اسے دھمکی نہیں مژدہ سمجھتا ہوں"۔

"جیری، تم اس سے زیادہ طاقت ور ہو۔ اگلوا دو اس سے۔ تمہیں اسی لیے اس کے پاس پہنچایا گیا ہے"۔

"یہاں اندھیرا ہے مادام۔ میں اسے دیکھ نہیں سکتا"۔ جیری نے کہا۔

"روشنی بھی ہو جائیگی۔ لیکن اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ تمہیں بہکانے کی کوشش کرے گا"۔

"تم اچھی طرح جانتی ہو کہ تم جیری کو غلط راستے پر ڈال رہی ہو"۔ نکولس ہنس کر بولا تھا۔

دفعتاً چاروں طرف روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی چھت سے پھوٹ رہی تھی۔ نکولس کو یاد آ گیا کہ وہ جانور بننے سے قبل یہیں پہنچایا گیا تھا اور یہیں اس نے لیزا کی آواز سنی تھی۔ اور یہیں اس پر غشی طاری ہوئی تھی۔ پھر دوبارہ آنکھ کھلی تھی تو خود کو جانور کے روپ میں وادی زلمیر میں پایا تھا۔

نکولس جیری کی طرف متوجہ ہو گیا جو دور کھڑا متحیرانہ انداز میں جلدی جلدی پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"آؤ۔ اور مجھ سے اگلوا لو"۔ نکولس نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

لیکن جیری نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کی۔

"ہم سب فریب کا شکار ہوئے ہیں"۔ نکولس بولا۔ "ایک ایک کر کے سب جانور بنا دیئے جائیں گے"۔

"جیری، میں تمہاری آواز نہیں سن رہی"؟۔ لیزا کی آواز آئی۔

"مم۔۔۔۔ مادام۔۔۔"

"کیا تم اس کی باتوں میں آ جاؤ گے"؟۔

"نن۔۔۔۔ نہیں مادام"۔

"تو پھر آگے بڑھو"۔

نکولس جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس کمرے میں لیزا کی آواز سنی جاسکتی ہے تو کہیں کوئی کیمرہ بھی پوشیدہ ہوگا۔۔۔ اور لیزا انہیں دیکھ بھی سکتی ہے۔ لیکن پھر یاد آیا کہ کنٹرول بورڈ پر کوئی ایسا سوئچ موجود نہیں ہے جو عمارت کے اندر کے مناظر دکھا سکے۔

"تم کیا کررہے ہو جیری"؟۔ میں نے ابھی تک نکولس کی چیخیں نہیں سنیں"؟۔ لیزا کی آواز پھر آئی۔

"وہ خود بخود۔۔۔۔۔۔ گر پڑا ہے مادام"۔ جیری نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اب وہ بیہوش ہوجانے کی اداکاری کرے گا"۔ لیزا نے کہا۔

"میں اسے ہوش میں لاؤں گا مادام"۔

"منتظر رہوں گی"۔ لیزا کی آواز آئی۔

نکولس حیرت زدگی کے عالم میں جیری کو دیکھے جارہا تھا۔ وہ تو سمجھا تھا کہ جیری کو اس کی بات پر یقین ہی نہ آیا ہوگا۔ کیونکہ لیزا نے پہلے ہی سے اس کے ذہن نے یہ بات اتار رکھی ہوگی کہ نکولس اس کی نوٹ بک سمیت فرار ہوگیا ہے۔ اسی وقت اس کے سامنے ہی جیری کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی تھی کہ اسے سزا کے طور پر جانور بنایا گیا ہے۔ گفتگو کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اگر نوٹ بک واپس کر دی گئی تو اسے دوبارہ آدمی بنادیا جائیگا۔ لیکن جیری۔۔۔۔ جیری حیرت انگیز طور پر نکولس کے خدشات کے خلاف ثابت ہورہا تھا۔۔۔۔ دفعتاً اس نے نکولس کو فرش پر گرنے کا اشارہ کیا۔ نکولس احمق تو نہیں کہ اس کے مشورے پر عمل نہ کرتا۔

وہ گرا تھا اور جیری غصیلے لہجے میں کہنے لگا تھا۔ "مکاری نہیں چلے گی۔ اس طرح اچانک بیہوش ہوجانے کا کوئی جواز نہیں ہوسکتا۔ میں تمہیں زندہ جلادوں گا۔ ورنہ میری نوٹ بک واپس کردو۔ اچھی بات ہے۔ میں سوار رہوں گا تمہارے سر پر۔ دیکھوں گا کہ بیہوشی کا ڈھونگ کتنی دیر تک برقرار رہ سکتا ہے"۔

تھوڑی دیر خاموش رہ کر وہ پھر بولا۔ "میں کہتا ہوں آجاؤ ہوش میں ورنہ پوری زندگی جانور ہی بنے

رہو گے۔ مادام گوردو نے وعدہ کیا ہے کہ اگر تم نے میری نوٹ بک واپس کر دی تو وہ تمہیں دوبارہ اصلی حالت پر لے آئیں گی"۔

نکولس آنکھیں بند کیئے پڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد جیری آپے سے باہر ہوتا ہوا معلوم ہونے لگا۔ اب اس نے اسے گندی گندی گالیاں دینی شروع کر دی تھیں۔

"جیری"۔ دفعتاً لیزا کی آواز پھر سنائی دی۔

"میں اسے مار ڈالوں گا"۔ جیری دہاڑا۔

"اس سے کیا فائدہ"؟۔

"پھر یہ ہوش میں کیوں نہیں آتا"؟۔

"کب تک نہیں آئے گا۔ صبر سے کام لو"۔

"اچھی بات ہے"۔ جیری مردہ سی آواز میں بولا۔

اسی وقت نکولس نے اسے اشارہ کیا تھا اور جیری نے سمجھنے میں دیر نہیں لگائی تھی کہ وہ کچھ لکھنا چاہتا ہے۔ جیری نے اپنی جیبیں ٹٹول کر ایک پنسل برآمد کی اور تہہ کیئے ہوئے چند کاغذات نکالے جن کے کچھ حصے سادہ تھے۔ نکولس نے ایک پرزے پر لکھنا شروع کیا۔ "ہم دونوں اسی وقت تک زندہ ہیں جب تک کہ نوٹ بک کے چھپائے جانے کی جگہ کی نشاندہی نہیں ہو جاتی۔ اس لیے اس ڈرامے کو جاری رہنا چاہئے۔ یقین کرو کہ میں بے ایمان نہیں ہوں۔ میں نے اس پر احتجاج کیا تھا کہ دو سفید فام لڑکیوں کو بھی جانور بنا کر جنگل میں پھنکوا دیا گیا ہے۔ اسی احتجاج کی بنا پر مجھے بھی جانور بنا دیا گیا۔ میری عدم موجودگی میں شائد تم نے اسے نوٹ بک کے بارے میں بتا دیا تھا"۔

جیری نے اسے پڑھ کر لکھا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم جھوٹے نہیں ہو۔ میں اس خبیث عورت کو دیکھ لوں گا۔ میں نے بہت دنیا دیکھی ہے"۔

اس کے بعد اس نے کاغذ کے دونوں پرزوں کو سگرٹ لائٹر سے جلا دیا تھا۔

------------------------*-----------*

صبح ہوئی تو عمران غائب تھا۔ شارق نے آس پاس اسے تلاش کیا اور تھک ہار کر ایک طرف جا بیٹھا۔ شہباز اور طربدار بھی اس سے لاعلم نہیں تھے لیکن اس پر انہوں نے رائے زنی نہیں کی تھی۔ شارق بھی خاموش ہی رہا۔ تینوں ہی اپنی اپنی جگہ سوچ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد شہباز بولا۔ "اگر وہ تنہا ادھر چلا گیا ہے تو اس نے اچھا نہیں کیا"۔

میرا خیال ہے کہ رات اس نے اس راستے پر اسی لیے قدم نہیں رکھا تھا کہ کہیں ہم بھی ساتھ نہ ہو لیں۔

شہباز نے یہ بات شارق کی طرف دیکھ کر کہی تھی۔

شارق کچھ نہ بولا۔ شہباز چند لمحے اسے غور سے دیکھ رہا تھا پھر بولا تھا۔ "رات سونے سے قبل تم دونوں دیر تک باتیں کرتے رہے تھے"۔

"ہاں سردار"۔

" کیا باتیں ہوئی تھیں"؟۔

"چچا نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ اس طرح غائب ہو جائیں گے"۔

"میں پوچھ رہا ہوں کیا باتیں ہوئی تھیں"؟۔

"یہی کہ اب ان گیارہ جانوروں کو بھی یہیں آ جانا چاہئے"۔

"میری سمجھ میں نہیں آتیں اس کی باتیں"۔ طربدار بولا۔ لیکن اس کا لہجہ اچھا نہیں تھا۔

"پہلے بھی وہ رحبان اسی لیے گیا تھا کہ ان گیارہ آدمیوں کو نکال لائے گا لیکن صرف تمہیں لایا"۔ شہباز نے کہا۔

"وہ آپ کو بتا چکے ہیں کہ مجھے کس لیے ساتھ لائے تھے۔ بہر حال ان کے لیے انہیں نکال لانا دشوار ہوتا"۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ شارق تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "میرے لیے آسان ہے۔ میں نکال لاؤں گا"۔

"لیکن میرے بارے میں کسی کو کچھ نہ معلوم ہونے پائے"۔ شہباز نے تیز لہجے میں کہا۔

08

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آپ کا راز میری زندگی کے ساتھ ہے۔ لل۔۔۔۔ لیکن"۔

"لیکن کیا"؟۔

"مم۔۔۔۔ میں نے ابھی تک سفید ماداوں کو نہیں دیکھا"۔

"اوہ"۔ شہباز چونک کر بولا۔ "انہیں تو ہم بھول ہی گئے۔ "وہ اٹھا اور طربدار کی طرف دیکھ کر بولا۔ "چلو دیکھیں، وہ زندہ بھی ہیں یا درختوں سے گر کر مر گئیں"۔

وہ خاموشی سے ایک طرف چل پڑے تھے۔ تھوڑی دیر بعد طربدار بولا۔

"میں تو سمجھا تھا کہ اب ان کی شکلیں نہیں دیکھنی پڑیں گی"۔

"ہوسکتا ہے کسی نہ کسی طرح ہمارے لیے کارآمد ثابت ہوں"۔ شہباز نے کہا۔ "اگر یہ بات نہ ہوتی تو صف شکن انہیں ہمارے سر نہ منڈھتا۔ وہ کبھی کوئی غیر ضروری حرکت نہیں کرتا"۔

"ہمارے لیے کس طرح کارآمد ہونگی"۔

"یہ میں نہیں جانتا، وقت آنے دو"۔

"کیا وہ کٹکھنی ہیں"؟۔ شارق پوچھ بیٹھا۔

"خود دیکھ لو گے۔ اگر درخت سے گر کر مر نہیں گئیں"۔ طربدار نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

قریباً پندرہ بیس منٹ تک چلتے رہنے کے بعد شہباز رکا تھا اور ایک اونچے درخت کی گھنی شاخوں میں نظر دوڑانے لگا تھا۔

"حیرت ہے"۔ وہ بالآخر بولا۔

"کیا نہیں ہیں"؟۔ طربدار نے پوچھا۔

شہباز نے اس کی طرف دیکھ کر سر کو منفی جنبش دی۔

پھر وہ خاصی دیر تک انہیں ادھر ادھر تلاش کرتے رہے تھے لیکن ان کا سراغ نہیں ملا تھا۔

"اچھا میں تو چلا رحبان کی طرف"۔ دفعتاً شارق بولا۔

"ٹھہرو، شہباز نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "پہلے میری چند باتیں سن لو"۔

"ضرور۔۔۔۔۔۔ضرور"۔

شہباز اسے طربدار سے الگ لے گیا تھا۔

"اس طرح بستی میں مت داخل ہونا"۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا سردار، کوئی مجھے گولی مار دے گا"۔ شارق بولا۔

"اور دوسری بات یہ ہے کہ جدھر سے آئے ہو ادھر سے نہیں جاو گے"۔

"اس کے علاوہ میں اور کوئی راستہ نہیں جانتا سردار"۔

"میں تمہیں بتاوں گا۔ ادھر سے تم سیدھے گلترنگ پہنچو گے۔۔۔۔ اور گلترنگ سے تم رحبان پہنچ ہی سکو گے"۔

"ہاں سردار۔۔۔۔ سیدھا راستہ ہے"۔

"ایک بار پھر سن لو کہ ان گیارہ آدمیوں کو بھی میرے بارے میں نہ معلوم ہونا چاہیئے"۔

"بہت بہتر سردار۔ آپ مجھے محتاط پائیں گے"۔

"اچھا تو چلو۔ میں تمہیں اس راستے پر لگا دوں۔ تم گلترنگ کے ایک غار میں پہنچو گے"۔

"میں نے ایسے کسی راستے کے بارے میں پہلے کبھی نہیں سنا"۔

"یہ بھی میرا ہی ایک راز ہے۔ میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا"۔

"صف شکن نے کہا تھا کہ مجھ سمیت صرف دس آدمی ہونے چاہئیں"۔

"اس لیے کہ وہ ابھی تک صرف تیرہ عدد پر ہاتھ صاف کر سکے ہیں۔۔۔۔ چودھواں آدمی انہیں شبہے

میں ڈال دے گا"۔

"میں سمجھتا ہوں سردار"۔

وہ تینوں چل پڑے تھے۔ پھر اس جگہ پہنچے جہاں گھوڑے باندھے ہوئے تھے۔

"آخر وہ کہاں غائب ہو گئیں"؟۔ طربدار نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"جہنم میں جائیں"۔ شہباز غرایا۔ "اب ان کا ذکر نہ سنوں"۔

"طربدار کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد ان کا سفر شروع ہو گیا۔ شارق خاموش تھا۔ شہباز اور طربدار آپس میں گفتگو کرتے ہوئے چل رہے تھے۔

اور گفتگو کا موضوع صف شکن تھا۔

"اگر اس نے تنہا وہاں گھسنے کی کوشش کی تو غلطی کرے گا"۔ شہباز بولا۔

"یہ کام تو رات کو ہی ہونا چاہئے تھا"۔ طربدار بولا۔ "پتا نہیں کیوں اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا تھا"۔

"میں بھی یہی سمجھا تھا کہ وہ داخل ہوئے بغیر نہیں مانے گا"۔

"وجہ بتائی تھی"۔

"نہیں، اپنی باتیں اپنی ہی ذات تک رکھتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ تنہا گھسنے کی کوشش نہیں کرے گا بلکہ ان لوگوں کا انتظار کرے گا۔ لڑکے سے علیحدگی میں باتیں کی تھیں۔۔۔۔ رب عظیم، اگر وہ نہ آتا تو ہم یہی سمجھتے رہتے کہ ہم پر کوئی بلا نازل ہوئی ہے یا ہم کسی مرض کا شکار ہوئے ہیں"۔

"میں تو نہیں سمجھتا پھر کبھی آدمی بن سکوں"۔ طربدار بولا۔

"رب عظیم ہی جانے"۔

یہ سفر کئی گھنٹے جاری رہا تھا۔ پھر شہباز نے شارق کو اس سرنگ کے دہانے کے قریب لا کھڑا کیا تھا جو

گلترنگ کے ایک غار تک جاتی تھی۔

"ایک بار پھر سن لو کہ بستیوں کے لوگ تمہیں جانور کے روپ میں نہ دیکھیں"۔

"آپ مطمئن رہیں سردار۔۔۔۔ ایسا ہی ہوگا"۔ شارق نے کہا۔

پھر شارق کا گھوڑا قدرتی سرنگ کے دہانے میں داخل ہوا تھا۔ وہ پہلی بار کوئی کارنامہ انجام دینے جا رہا تھا۔ اس لیے جوش کے عالم میں اسے نہ تھکن کا احساس تھا اور نہ فکر فردا تھی۔ ابھی تک یہی طے نہیں کر سکا تھا کہ آخر انہیں ان کے حجروں سے نکالنے کے لیے کونسا طریقہ اختیار کرے گا۔۔۔۔ عمران نے اس سے یہ بھی کہا تھا کہ وہ عسکر پر اعتماد کر سکتا ہے۔ اس سے مشورے بھی لے سکتا ہے۔ لیکن سختی سے تاکید کر دی تھی کہ بات عسکر سے آگے نہ بڑھنے پائے۔

گلترنگ والے غار میں پہنچ کر اس نے اپنے جسم سے جانور کی کھال اتار دی۔ پھر گلترنگ میں رکے بغیر اس نے اپنا گھوڑا رحبان کی راہ پر ڈال دیا تھا۔

11

وہ سوچ رہا تھا کیا چچا عسکر اسے منہ لگانا پسند کرے گا۔ لیکن چچا کا احترام تو وہ بھی کرتا ہے۔ شائد اسی کے توسط سے وہ اسے قابل اعتنا سمجھ سکے۔

رحبان تک پہنچتے پہنچتے اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ اس نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ سیدھا عسکر ہی کی طرف جائے۔ ادھر عسکر کے متعلقین نے اسے اپنے دروازے پر دیکھا تو ان میں ہیجان پھیل گیا۔ سبھی شارق سے ڈرتے تھے۔ خوہ اس کے اپنے قول کے مطابق اگر وہ شنگشت بھی نہ ہوتا تو کبھی کا مارا ڈالا گیا ہوتا لیکن اب وہ کسی خیرہ سر کی حیثیت سے رحبان میں نہیں داخل ہوا تھا۔ عمران کی چند روزہ صحبت نے اس کی کایا ہی پلٹ دی تھی۔ عسکر گھر پر موجود نہیں تھا۔

"میں یہیں ٹھہر کر چچا عسکر کا انتظار کروں گا"۔ ااس نے عسکر کی بیوی سے کہا۔

"پپ پہلے تو تم کبھی یہاں اس طرح نہیں آئے"؟۔ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"تمہارے شوہر کی گردن کاٹنے نہیں آیا چچی، وہ میرا چچا بھی ہے"۔

"تم نے کبھی نہیں سمجھا۔ ورنہ ہم تو تمہیں اپنا بیٹا سمجھتے ہیں"۔

"اب سمجھوں گا چچی"۔

" کہیں دور سے آ رہے ہو شاید، چائے لاؤں"؟۔

"نہیں قہوہ۔۔۔۔۔ چائے بچا کر رکھو"۔

اس شریفانہ رویئے پر متحیر ہوتی ہوئی وہ اس کے لیے قہوہ لینے چلی گئی تھی۔

ذرا ہی سی دیر میں عسکر کے بچوں نے اسے گھیر لیا۔ سبھی اسی طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئی عجوبہ ہو۔

ادھر قہوہ آنے سے قبل ہی عسکر بھی آ گیا۔ شارق لپک کر اس سے بغل گیر ہوا تھا۔

" کیا بات ہے۔۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔۔ وہ کہاں ہے"؟۔ عسکر نے پوچھا۔

"وہ واپس نہیں آیا۔ مجھے بھیجا ہے۔ اور اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ہم پر کوئی آسمانی بلا نازل نہیں ہوئی ہے"۔

عسکر نے بچوں کو وہاں سے ہٹا دیا۔

"چچی قہوہ لا رہی ہوگی"۔ شارق بولا۔

"اچھا۔۔"؟ عسکر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"غلط نہ سمجھو چچا۔ میری طرف سے فرمائش نہیں ہوئی تھی"۔

"اس پر تو اور زیادہ حیرت ہونی چاہیئے"۔

"میں بدل گیا ہوں چچا۔ اب میں خیرہ سر نہیں رہا۔ چچا نے ٹھیک کر دیا ہے"۔

"جادوگر ہے۔۔۔۔۔ جادوگر۔۔۔۔ ہاں تو تم کیا کہہ رہے تھے"؟۔

"فرنگی سازش"۔

پھر اس نے اپنی کہانی شروع ہی کی تھی کہ عسکر کی بیوی قہوہ لے کر آ گئی۔

" تمہیں شریف بھتیجا مبارک ہو"۔ عسکر نے مسکرا کر کہا۔ "رب عظیم نے اس کے سر سے بھوت اتار

دیا ہے"۔

"اچھے باپ کے بیٹے ہمیشہ گمراہ نہیں رہتے"۔ عسکر کی بیوی نے مسکرا کر کہا تھا اور قہوے کی پیالی رکھ کر چلی گئی تھی۔

شارق اپنی کہانی سنا تا رہا تھا۔ عسکر کا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے خواب دیکھ رہا ہو۔ کوئی حیرت انگیز اور خوفناک خواب۔

شارق کے خاموش ہو جانے پر بھی وہ کچھ دیر تک گم صم بیٹھا رہا تھا۔ آخر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تو اس منحوس پہاڑ پر کوئی عمارت بھی ہے"؟۔

"نہ ہوتی تو وہ عورت اور اس کے ساتھی کہاں سے آتے۔ اور میں نے اپنی آنکھوں سے۔۔۔۔۔۔ اس پہاڑ میں راستہ پیدا ہوتے دیکھا ہے"۔

"میں تمہیں جھوٹا نہیں سمجھتا کیونکہ تم صف شکن کے ساتھ گئے تھے"۔

"اب وہ چاہتا ہے کہ مجھ سمیت کم از کم دس آدمی وہاں پہنچ جائیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ انہیں حجروں سے کیسے نکالا جائے"۔

"اس کے لیے تو بہت عرصے سے کوشش کر رہے ہیں۔ اور ہاں وہ دونوں کون ہیں جنہیں تم جنگل میں چھوڑ آئے ہو"؟۔

"میں نہیں جانتا۔ انھوں سے اپنے بارے میں نہ مجھے کچھ بتایا ہے اور نہ ہی چچا کو"۔

"ان لوگوں کو یہاں سے لے جا کر کیا کرو گے"؟۔

"یہ بھی چچا ہی جانے۔ اس نے وجہ نہیں بتائی"۔

"اب ادھر کی سنو"۔ عسکر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "پچھلی رات طہماس کے گھر ہنگامہ ہوتے ہوتے رہ گیا"۔

"طہماس؟۔ وہ بھی تو حجرہ نشین ہے"؟۔

"ہاں۔ اور ہنگامے کی وجہ بھی یہی ہے۔ کل اس کا برادر نسبتی شعبان ادھر آ نکلا تھا۔ سرخسان کا مشہور خیرہ سر ہے۔ اس نے اپنی بہن سے طہماس کی حجرہ نشینی کے بارے میں پوچھا تھا۔ اور طہماس کو حجرے سے نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ طہماس نے اندر سے فائر کئے۔ بستی کے لوگوں نے شعبان کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ آپے سے باہر ہوا جا رہا تھا۔ اس نے تمہارے باپ سمیت گیارہ حجرہ نشینوں کو گالیاں دی تھیں"۔

"اور تم سب سنتے رہے تھے"؟۔ شارق دہاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھ جاو، میں یہاں موجود نہیں تھا۔ میں نے بھی دوسروں سے سنا ہے"۔

" کہاں ہے وہ مردود؟۔ جس نے میرے باپ کو خواہ مخواہ گالیاں دی تھیں"؟۔

"بستی کے لوگ اتنے بے غیرت تو نہیں تھے کہ اس کے بعد بھی وہ اسے یہاں ٹکنے دیتے۔ تمہارے کئی دوست اس پر ٹوٹ پڑے تھے اور بری طرح زخمی کر دیا تھا۔ مار ہی ڈالتے اگر کچھ سمجھدار لوگ آڑے نہ آتے"۔

"میں ان سمجھداروں سے نپٹوں گا جنہوں نے اسے بستی سے زندہ جانے دیا"۔

"ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ صف شکن نے تمہاری کایا پلٹ دی ہے"؟۔

"یہ اور بات ہے، چچا عسکر۔ تم سمجھتے کیوں نہیں"؟۔

"میں نے یہ واقعہ تمہیں اس لیے سنایا تھا کہ تم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو"۔

"وہ کس طرح"؟۔

"طہماس کے گھر جاو۔ اور اس سے کہو کہ وہ پوری بستی کی بے عزتی کا باعث بنا ہے"۔

"اس سے کیا ہوگا؟۔ بھلا اب اسے آدمیوں کی عزت اور ذلت سے کیا سروکار وہ تو جانور بن چکا ہے۔ تم تو مجھے کوئی ایسی تدبیر بتاو کہ میں اپنے باپ کے حجرے میں داخل ہوسکوں"۔

"صف شکن نے نہیں بتایا کوئی تدبیر"؟۔

"بتائی تو تھی۔ لیکن گھر میں اور لوگ بھی ہوتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں ناممکن ہے"۔

"تدبیر بتاو۔ شائد میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں"۔

" کر سکتے ہو۔ اگر کسی بہانے سے ان سبھوں کو آج رات کے لیے لے آو۔ اور تدبیر یہ ہے کہ میں جانور کی کھال پہن کر بابا کو یقین دلانے کی کوشش کروں کہ میں بھی انہی کی طرح ہو گیا ہوں"۔

"ممکن ہے یہ تدبیر کارگر ہو جائے"۔

"تو پھر انہیں کسی طرح یہاں لاو"۔

"مشکل کام نہیں ہے۔ رب عظیم کے نام کی شب بیداری برپا کرائے دیتا ہوں۔ انہیں دعوت دے آوں گا۔ پھر نصف شب کے بعد تم یہ کام بہ آسانی سرانجام دے سکو گے"۔

"چچا صف شکن نے غلط مشورہ نہیں دیا تھا کہ چچا عسکر سے مشورہ لیتے رہنا"۔ شارق خوشی ظاہر کرتا ہوا بولا۔

تو پھر یہ بات طے پائی گئی تھی کہ رات کے کھانے کے بعد عسکر شہداد کے گھر والوں کو اپنے گھر لے آئے گا۔

شارق نے اپنا گھوڑا عسکر کے اصطبل میں باندھا تھا۔ اور سامان کا تھیلا بھی وہیں چھوڑ دیا تھا۔ صرف جانور کی کھال لے کر اپنے گھر جا پہنچا تھا۔ وہیں اسے اپنے جسم پر منڈھا بھی تھا اور حجرے کا دروازہ پیٹنا شروع کر دیا تھا۔

" کون ہے"؟۔ اندر سے شہداد کی غراہٹ سنائی دی۔

"میں شارق ہوں بابا۔ گھر میں میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ اب دروازہ کھول دو۔

"بھاگ جاو۔ چلا جا یہاں سے"۔

"وہ تو بھاگنا ہی پڑے گا۔ لیکن تم بھی ساتھ چلو تو بہتر ہو گا"۔

" کیا بکواس کر رہا ہے"؟۔

"میں بھی تمہاری طرح کا ہو گیا ہوں۔ اگر گھر خالی نہ ہوتا تو میں بھی ادھر آنے کی جرات نہ کرتا"۔

" کہاں گئے سب“ ۔

"شاید چچا عسکر کے گھر شب بیداری برپا ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں مجھے بھی ایک نظر دیکھ لو۔ تمہیں صبر آجائیگا"۔

شہداد کی آواز سنائی نہیں دی تھی۔ شارق کہتا رہا۔ "میں اس عورت کو تلاش کرتا ہوا وادی زلمیر کی طرف جانکلا تھا جس نے گلٹرنگ میں تمہاری نمائندگی کرنے کی کوشش کی تھی"۔

"تو ادھر کیوں گیا تھا"؟۔

"بتا تو رہا ہوں کہ اس عورت کی تلاش میں"۔

"تو پھر کیا ہوا"؟۔

"مجھ پر نہ جانے کدھر سے ریشوں کی یلغار ہوئی تھی اور میں ان میں دب کر رہ گیا تھا۔ مجھے ہوش نہیں کہ پھر کیا ہوا تھا لیکن دوبارہ ہوش میں آنے کے بعد میں نے دیکھا۔۔۔۔۔"

" کیا دیکھا"؟۔ شہداد کی آواز کانپ رہی تھی۔

"میرے پورے جسم پر بڑے بڑے بال نکل آئے تھے اور اب میں ایک اچھا خاصا جانور ہوں"۔

"شارق"۔

"غلط نہیں کہہ رہا۔ خود دیکھ لو۔ یہاں چراغ جل رہا ہے اور میں روشنی میں ہوں"۔

دروازے کو جنبش ہوئی تھی پہلے خفیف سا درہ ہوا پھر پورا دروازہ کھل گیا۔ شارق کے سامنے ویسا ہی ایک جانور کھڑا تھا جیسے وہ وادی زلمیر میں دیکھ آیا تھا۔

"او نادان۔ تو نے یہ کیا کیا۔ وہاں کیوں گیا۔ اب کیا ہوگا"؟۔ شہداد بولا۔

"میں حجرہ نشین ہو کر نہیں بیٹھوں گا"۔

"مارا جائیگا۔ اگر ایسا نہ کیا"۔

"نہیں میں زلمیر کے جنگلوں میں زندگی بسر کروں گا۔ کھلی ہوا تو نصیب ہوگی اس طرح۔ اور ان لوگوں سے نپٹوں گا جن کی وجہ سے ہم اس حال کو پہنچے ہیں"۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تو کیا کہہ رہا ہے"؟۔

"فرنگی سازش"۔

" بکواس مت کرو۔ ہم پر کوئی بلا نازل ہوئی ہے۔ یہ وادی زلمیر کے کچھ حصے ہمیشہ سے بدارواح کا مسکن رہے ہیں"۔

"اور انہی میں سے ایک بدروح گلترنگ میں تمہاری نمائندگی کرنے گئی تھی"۔

"میں نے سنا ہے۔۔۔۔ ہوسکتا ہے یہی بات ہو"۔

" کیا کوئی بدروح زیارت گاہ میں داخل ہونے کی جرات کرسکتی ہے"؟۔

"نہیں، ہرگز نہیں"۔

"تو پھر وہ کوئی بدروح نہیں تھی۔ اور سردار شہباز کے بیان کے مطابق وہ کوئی شکرالی عورت بھی نہیں تھی"۔

"رب عظیم ہی جانے"۔

"نہیں، میں بھی جانتا ہوں۔ رب عظیم کی مہربانی سے"۔

"تو سمجھداروں کی سی باتیں کب سے کرنے لگا ہے"؟۔

"جب سے جانور بنا ہوں بابا"۔

"چل ادھر حجرے میں آجا، کہیں کوئی اپنی چھت پر سے ہمیں دیکھ نہ لے"۔

شارق چپ چاپ حجرے میں چلا گیا تھا۔

"تو کہہ رہا تھا کہ یہ فرنگی سازش ہے"؟۔

"ہاں۔ وہ ہم پر کوئی تجربہ کر رہے ہیں۔ دنیا کے اس حصے میں ہم پر جو کچھ گزرے گی اس کا علم بقیہ دنیا کو

نہیں ہو سکے گا۔ اسی لیے انہوں نے ہمیں منتخب کیا ہے"۔

"او شارق، تجھے یہ سمجھداری کہاں سے مل گئی ہے"؟۔

" کئی دنوں سے چچا صف شکن کی شاگردی کر رہا ہوں"۔

" کون صف شکن"؟۔

"شکرال میں ایک کے علاوہ کسی دوسرے صف شکن کے بارے میں کوئی نہیں جانتا"۔

" کیا تو سردار شہباز کے روحانی بھائی کی بات کر رہا ہے"؟۔

"ہاں بابا، میں اسی کی بات کر رہا ہوں"۔

"وہ کہاں ہے"؟۔

"زلیمر کے جنگل میں۔۔۔۔۔ ہمارے لیے پھر جدوجہد کر رہا ہے"۔

"وہ یہاں کب اور کیسے آیا"؟۔

" کہتا ہے رب عظیم کے حکم سے میرا آنا اسی وقت ہوتا ہے جب تم لوگوں پر فرنگی کی لائی ہوئی مصیبت نازل ہوتی ہے"۔

"تو یہ صف شکن ہی کا خیال ہے"؟۔

"ہاں، بابا۔ اور اس نے منحوس پہاڑ کے بارے میں بھی ایک حیرت انگیز انکشاف کیا ہے۔ وہ خود بھی ایک حیرت انگیز آدمی ہے۔ وادی زلمیر میں اس نے تین ایسے جانور بھی دریافت کئے ہیں جو شکرالی نہیں فرنگی ہیں۔ ان میں سے دو عورتیں ہیں اور ایک مرد۔ وہ شکرالی نہیں بول سکتے۔ چچا صف شکن نے ان سے معلوم کیا ہے کہ منحوس پہاڑ پر کوئی عمارت بھی موجود ہے"۔

"ناممکن"۔

"یقین کرو بابا۔ وہاں بہت بڑی بڑی مشینیں لگی ہوئی ہیں۔ اور وہیں سے بیٹھ کر وہ ہم پر ریشوں کا جال پھینکتے ہیں اور ہمارے جسموں کے اندر کوئی ایسی دوا داخل کرتے ہیں جو بڑی تیزی سے ہمارے

رونگھٹوں کو بڑھا دیتی ہے"۔

"یہ سب صف شکن نے بتایا ہے"؟۔

"ہاں، اور اس کی معلومات کا ذریعہ وہی سفید فام جانور ہے جسے عمارت والوں نے سزا کے طور پر جانور بنا دیا ہے"۔

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا"۔

"چچا صف شکن نے عمارت تک پہنچنے کا راستہ بھی دریافت کر لیا ہے۔ میں نے خود دیکھا تھا وہ راستہ۔ اب وہ چاہتا ہے کہ ہماری طرف سے بھی کچھ مدد مل جائے تو دھاوا بول دیا جائے"۔

"پورا شکرال ٹوٹ پڑے گا اس کی مدد کے لیے"۔

"اور پورا شکرال جانور بن کر رہ جائیگا۔۔۔۔۔ نہیں بابا۔۔۔۔ انہیں کیوں اس وبا میں ڈالا جائے جو ابھی تک محفوظ ہیں"۔

"تو کہنا کیا چاہتا ہے"؟۔

"مجھ سمیت دس جانور، وادی زلمیر میں ہونے چاہئیں۔ تین پہلے سے موجود ہے"۔

"وہ کون ہیں"؟۔

"یہ میں نہیں جانتا۔ ان سے مل چکا ہوں۔ لیکن نہ چچا صف شکن نے ان کے بارے میں کچھ بتایا اور نہ خود انہوں نے"۔

"تم سمیت دس کیوں"؟۔

"ابھی تک تیرہ جانور انہوں نے بنائے ہیں۔ میرا مطلب ہے شکرالیوں میں سے اگر تعداد بڑھ گئی تو وہ شبہے میں مبتلا ہو جائیں گے"۔

"پتا نہیں تو کیسی باتیں کر رہا ہے۔ مجھ سمیت گیارہ تو یہیں موجود ہیں۔ تین وہاں جنگل میں ہیں۔ چوتھا تو خود ہے۔ اس طرح تو پندرہ عدد ہو گئے"۔

اب شارق کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اسے پہلے جانوروں کا حساب لگا کر بات کرنی چاہئے تھی۔ روا

روی میں تین جانوروں کا ذکر کر بیٹھا اور یہ بھی بھول گیا کہ وہ خود بھی تو جانور ہی بنا ہوا ہے۔

"پندرہ عدد میں سے دو عدد نقلی ہیں"۔ وہ بالآخر بولا۔

"میں نہیں سمجھا"؟۔

"چچا صف شکن نے یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ یہ کوئی آسمانی بلا نہیں ہے۔ دو عدد نقلی جانور بنائے ہیں۔ ان کے جسموں پر بڑے بالوں والے بکروں کی کھال منڈھ دی ہے۔ اور وہ ابھی تک محفوظ ہیں منحوس پہاڑ والے انہیں جانور ہی سمجھ رہے ہیں"۔

"میں یقین نہیں کر سکتا"؟۔

"اگر میں ان میں سے کسی کی کھال اتار کر تمہارے سامنے پیش کر دوں تو تم یقین کر لو گے کہ وہ کوئی آسمانی بلا نہیں ہے"۔

"ہاں میں یقین کر لوں گا"۔

"اچھا تو مجھے اپنی ہی کھال اتارنی پڑے گی"۔

" کیا کہہ رہا ہے"؟۔

"میں نقلی جانور ہوں، اور چچا صف شکن نے بھی بکرے کی کھال منڈھ رکھی ہے۔ ہم دونوں پوری وادی میں گھومتے پھرے ہیں لیکن ہم پر ریشوں کی یلغار نہیں ہوئی۔ چچا صف شکن کے ساتھ ایک آدمی اور بھی تھا۔ اس نے اکتا کر کھال اتار پھینکی تھی۔ جانتے ہو پھر کیا ہوا۔ دوسرے ہی دن اس پر ریشوں کی یلغار ہوئی تھی اور وہ جانور بن گیا تھا"۔

"اگر تو سچ کہہ رہا ہے۔۔۔ تو"۔

" کہو تو اتار دوں کھال"؟۔

"ہاں۔ میں یقین کرنا چاہتا ہوں"۔

"اچھا تو دیکھو"۔ شارق نے کہا اور کھال اتارنے لگا۔ کھال کے نیچے ننگا نہیں تھا۔ بلکہ کپڑے پہن رکھے تھے۔ اس لیے کسی ہچکچاہٹ کے بغیر کھال اتار دی"۔

"رب عظیم، تیرا شکر کس طرح ادا کروں"۔ شہداد کی آواز میں آنسوؤں کی نمی شامل تھی"۔

"میں چلنے کو تیار ہوں"۔ وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "لیکن بقیہ لوگوں کو کیسے نکالا جائے"؟۔

" کل رات کو یہ کام بھی ہو جائیگا"۔ شارق بولا۔ "چچا عسکر نے میرے مشورے پر اپنے گھر میں شب بیدار کرائی ہے۔ کل رات کو بستی کے کئی گھروں میں ہو جائے گی اور ان دسوں کے گھر والے وہاں مدعو کر لیے جائیں گے"۔

"اس طرح شاید کام بن جائے گا"۔

"ضرور بنے گا بابا"۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر شہداد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ " کانوں اور آنکھوں پر یقین نہ آئے تو آدمی کیا کرے"۔

"میں نہیں سمجھا بابا"۔

"میرے کان تو ترستے تھے کہ تو مجھے بابا کہہ کر پکارے۔ آنکھیں ترستی تھیں کہ تو پل بھر ہی میرے سامنے ٹھہر جائے"۔

"مجھے ندامت ہے بابا۔ میں بالکل بدل گیا ہوں، چچا صف شکن سچ مچ جادوگر ہے"۔

"رب عظیم ہی جانے۔ ویسے ہم سب اس کا احترام کرتے ہیں۔ خیر اب مجھے بتا کہ تو مجھے میرے لڑاکوں تک کیسے لے جائیگا۔ اگر کسی کی نظر پڑ گئی تو"؟۔

"لباس شب روی پہن لینا۔ میں ساتھ ہوں گا۔ کوئی ٹوکے گا تو میں دیکھوں گا"۔

"تم آدمی ہی کی طرح چلو گے"؟۔

"ہاں، جب تک بستی میں ہوں کھال تہہ کر رکھوں گا"۔

شہداد پھر خاموش ہو کر شارق کو غور سے دیکھنے لگا تھا۔

* * * *

گلٹرنگ والے درے سے واپسی کے بعد بھی ان دونوں نے بدیشی ماداوں کی تلاش جاری رکھی۔ طربدار خواہ کچھ سوچ رہا ہو لیکن شہباز کے خیال کے مطابق ان کا اس طرح غائب ہو جانا دشواریاں بھی پیدا کر سکتا تھا۔ وہ پہاڑ والوں کو آگاہ کر سکتی تھیں کہ شکرالیوں میں ایک ایسا فرد بھی موجود ہے جو ان کی زبان بول اور سمجھ سکتا ہے۔ بہرحال وہ نہیں چاہتا تھا کہ مادائیں پہاڑ والوں کے ہاتھ لگیں۔ پہلے ہی نکولس کے توسط سے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ وہ دونوں پہاڑ والوں میں سے نہیں تھیں کہیں اور سے لائی گئی تھیں۔

تلاش جاری رہی۔ لیکن پھر وہ تھک ہار کر ایک جگہ جا بیٹھے۔

"اب کیا کریں سردار"؟۔ طربدار نے پوچھا۔

" کچھ بھی نہیں۔ دیکھا جائیگا"۔

"لیکن میں بڑی تنہائی محسوس کر رہا ہوں"۔

"تو آدمی سے بندر بنا ہے۔ کتا نہیں بنا"۔

" تمہیں نہیں یاد آتی"۔

"طربدار، میں نے اس سے ایسا تعلق ہی نہیں پیدا کیا تھا کہ یاد آئے گی"۔

"واقعی پتھر ہو۔ سردار"۔

"میرے صرف بال بڑھے ہیں۔ ذہن نہیں بدلا۔ جب آدمی کے جامے میں تھا تب بھی بہکا دینے والی خوشبوؤں سے لڑتا رہتا تھا"۔

"آخر کیوں سردار"؟۔

"میں کسی کو بھی اپنی برابری کے قابل نہیں سمجھتا"۔

"بات میری سمجھ میں نہیں آئی"؟۔

"جو عورت کسی قسم کا تعلق ہونے سے قبل تمہارا احترام کرتی ہے۔ وہ تعلق ہو جانے کے بعد سر پر سوار ہو جاتی ہے۔ تم اس کے لیے ایک عالم آدمی ہو جاتے ہو۔ اور وہ تم پر برتری حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگتی ہے"۔

"اس اتنی ذرا سی اکڑ کو قائم رکھنے کے لیے تم ایک بہت بڑی لذت سے زندگی بھر محروم رہو گے"؟۔

"میری لیے سب سے بڑی لذت۔ یہی اکڑ ہے"۔

"اولاد کی خواہش کس طرح پوری ہو گی"؟۔

"اولاد کی خواہش بھی اس لیے نہیں ہے کہ وہ صرف باپ سمجھے گی۔ سردار نہیں سمجھے گی۔ اور پھر ان کی موجودگی میں شاید مجھے سوچنا پڑے کہ جان ہتھیلی پر لیے پھرنے سے کیا فائدہ۔ میں ان بچوں کی وجہ سے موت سے ڈرنے لگوں گا طر بدار۔ تو سمجھتا کیوں نہیں"؟۔

"سمجھ گیا سردار۔۔۔۔ تم صرف سردار ہو۔۔۔۔۔ آدمی نہیں ہو"۔

"شکرال کا ایک ایک فرد میرا بچہ ہے۔ میں چند بچوں کے لیے اتنے افراد کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ اپنے چند بچوں کے لیے مخلص رہ کر بقیہ کے سلسلے میں خلوص کا ڈھونگ نہیں رچا سکتا"۔

دفعتا وہ خاموش ہو کر اس طرح چونکنا ہو گیا جیسے کسی طرف سے حملے کا خدشہ ہو۔ طر بدار کی بھی یہی کیفیت ہوئی تھی۔

شہباز نے اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا اور دوسرے ہی لمحے میں عقب کی جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے۔

پھر شہباز نے طر بدار کا شانہ پکڑ کر اسے روکا تھا۔

"یہیں ٹھہر کر دیکھو۔ شائد وہ پہاڑ والوں کو ساتھ لائی ہیں"۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"تم نے بھی خوشبو محسوس کی ہے"؟۔

"ہاں۔ خاموش رہو۔ وہ تنہا نہیں معلوم ہوتیں"۔

دونوں نے تھیلوں سے ریوالور نکال لیے تھے۔

22

دونسوانی قہقہے سنائی دیئے۔ وہ اونچی آواز میں گفتگو کر رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے اب انہیں کسی بات کی پرواہ نہ ہو۔

"ضرور وہ اپنے حمائتیوں کو ساتھ لائی ہیں"۔ طرب دار آہستہ سے بولا۔

"آنے دو۔ دیکھ لیں گے"۔

لیکن وہ ابھی تک دکھائی نہیں دی تھیں۔ البتہ ان کی آوازیں اب بھی آ رہی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی جگہ رک گئی ہوں۔ یکایک کسی مرد کی آواز بھی سنائی دی اور دونوں بیک وقت ہنس پڑیں۔ مرد کچھ کہہ رہا تھا اور وہ برابر ہنسے جا رہی تھیں۔

"مم۔۔۔۔ مم۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو صف شکن کی آواز معلوم ہوتی ہے"۔ طربدار بولا۔

شہباز نے بھی طویل سانس لی تھی اور ریوالور کی نال جھکا لی تھی۔

پھر اس نے طربدار کو ایک قریبی درخت پر چڑھ جانے کا اشارہ کیا تھا۔ طربدار نے کہا۔ "اب اس کی کیا ضرورت ہے سردار۔ وہ صف شکن ہی ہے"۔

"چلو"۔ شہباز اسے درخت کی طرف دھکیلتا ہوا غرایا۔ "وہ انہیں پھر ہماری سروں پر مسلط کر دے گا"۔

"لل۔۔۔۔۔۔ لیکن"۔

"مار کھائے گا"۔

طربدار چپ چاپ درخت پر چڑھنے لگا۔ اس کے بعد شہباز نے بھی چڑھنا شروع کیا ہی تھا کہ عمران کی آواز آئی۔

"اب خود درخت پر چڑھے جا رہے ہو"۔

شہباز نے بھنا کر نیچے چھلانگ لگا دی اور طربدار ہنسنے لگا۔

"دانت بند کر"۔ شہباز دہاڑا۔

طربدار بھی نیچے اتر آیا تھا۔ انہیں دیکھ کر دونوں مادائیں اس طرح خاموش ہوگئی تھیں۔ جیسے اندر ہی اندر ان کے خلاف بری طرح سلگ رہی ہوں۔

"اگر یہ دونوں میری رہ نمائی نہ کرتیں تو میں یہاں تک پہنچ ہی نہ سکتا"۔ عمران نے کہا۔ "تماری خوشبو پر انہوں نے تمہارا سراغ پایا ہے"۔

"تم کہاں غائب ہوگئے تھے"؟۔ شہباز نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"انہی دونوں کی تلاش میں گیا تھا۔ انہیں اس طرح نہیں چھوڑ دینا چاہیئے تھا۔ یہ جانتی ہیں کہ میں ان کی زبان بول سکتا ہوں۔ اگر کسی طرح یہ خبر پہاڑ والوں تک پہنچی تو کھیل بگڑ جائیگا۔

"لیکن وہ بھورا ابھی تو جانتا ہے جسے وہ عورت لے گئی ہے"؟۔

"وہ مر جائیگا۔ لیکن اس کے خلاف نہیں جائیگا جو کچھ میں اسے سمجھا چکا ہوں"۔

پھر اس نے ماداوں کو انگلش میں مخاطب کر کے کہا۔ "یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ان کے تحفظ کے خیال سے انہیں درخت پر چڑھا دیا تھا"۔

"اور اب اپنے تحفظ کے خیال سے خود درخت پر چڑھے جا رہے تھے"۔ سفید مادہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میرا اوالا تو بالکل ہی احمق معلوم ہوتا ہے"۔

اشارہ شہباز کی طرف تھا۔ اگر وہ انگلش سمجھتا ہوتا تو شائد چھوٹتے ہی الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کر دیتا۔

"احمق نہیں ۔۔۔۔۔ میری طرح یہ بھی رومن کیتھولک ہے۔ چرچ کی رسومات کے بغیر تمہیں احمق ہی لگے گا"۔

"لیکن یہ دوسرا تو ایسا نہیں ہے"؟۔

"فری تھنکر ہے اور شکرالی میں فرائڈ کا ترجمہ بھی پڑھ چکا ہے۔ اس سے بھی واقف ہے کہ مغرب میں جنریشن گیپ ہو گیا ہے اس لیے اس کے لیے سب ٹھیک ہو گیا ہے"۔

"اچھی بات ہے۔ تم ہی پادری کے فرائض انجام دے ڈالو"۔ سفید مادہ نے کہا۔

"میں کیسے دے سکتا ہوں۔ مجھے پوپ کی حمایت کب حاصل ہے"۔

"بکواس مت کرو۔ پوپ کسی جانور کو یہ عہدہ کیوں دینے لگا"۔

"بس تو پھر مجبوری ہے"۔

"میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی، ورنہ اسے سمجھاؤ"۔

"کچھ سمجھے؟ عمران نے شہباز کی طرف دیکھ کر شکرالی میں کہا۔ "کہہ رہی ہے اسے سمجھاؤ"۔

"میں اس کا گلا گھونٹ دوں گا۔ اگر اس نے مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش کی"۔ شہباز غرایا۔

"یہ کہہ رہا ہے کہ اگلے چاند تک کچھ نہیں ہو سکتا"۔ عمران نے سفید مادہ سے کہا۔

"آخر کیوں"؟۔

"پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ مذہبی جانور ہے"۔

"مذہب کا چاند سے کیا تعلق۔ اگر یہ تمہارے بیان کے مطابق کرسچین ہے"۔

"اوہو۔۔۔ ہم لوگ کرسچین تو ہو گئے ہیں لیکن اپنی آبائی رسوم کب چھوڑ دی ہیں۔ انہیں بھی شامل کر لیا ہے مذہب میں"۔

"تب پھر تم خود کو کرسچین کیسے کہہ سکتے ہو"؟۔

"کہہ سکتے ہیں۔۔۔ سب چلتا ہے۔ بائبل میں کہاں لکھا ہے کہ ایٹم بناؤ اور انہیں سوئے ہوئے غافل آدمی پر پھینک دو۔ اس کے باوجود بھی کرسچیا آنٹی زندہ ہے"۔

"سیاست نہیں چلے گی"۔

"میں تمہیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اول درجے کا بدمعاش ہونے کے باوجود بھی مذہبی ہوں"۔

"مت بور کرو۔ اس سے کہو کہ یہ جہنم میں جائے"۔ سفید مادہ شہباز کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اب میں اس کی طرف دیکھوں گی بھی نہیں"۔

"چلو کوئی بات نہیں۔ تجربے کے لیے ایک ہی جوڑا کافی ہے"۔

" کیا مطلب"؟۔

"ہم یونہی تفریحاً تو جانور بنائے نہیں گئے۔ تجربہ کرنے والا صرف یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ آنے والی نسل بھی بالدار ہو سکتی ہے یا نہیں"۔

"اوہ۔۔۔ اس کا دھیان ہی نہیں رہا تھا"۔ وہ مردہ سی آواز میں بولی۔

"بہرحال۔ اگر آنے والا بالدار نہ ہوئے تو یہی ان کے لیے جنزیشن گیپ ہوگا"۔

" کیا کہنا چاہتے ہو"؟۔

"دادا دادی آدمی۔۔۔۔ والدین جانور۔۔۔۔ اور خود آدمی۔ لہذا والدین کا جانورپن ہی گیپ بن جائیگا۔ اس کے علاوہ جنزیشن گیپ کی اور کوئی تشریح نہیں ہو سکتی۔ اگر آنے والی نسل بالدار ہوئی تو ہم اسے جنزیشن گیپ کی بجائے ارتقا معکوس کہیں گے"۔

"میرا دماغ نہ خراب کرو"۔ وہ ایک طرف بیٹھتی ہوئی بولی۔

"اب تم میری ایک بات اس تک پہنچا دو"۔ سنہری مادہ نے طرب دار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"ہاہا کہو"؟۔

"اگر یہ فری تھنکر ہے تو اب میں اسے اپنے قریب نہیں آنے دوں گی"۔

" کیوں"؟۔

"میں کرسچین ہوں"۔

"اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا"۔

"میں نے کہہ دیا۔ آ گاہ کر دو۔ میرے قریب آیا تو پتھر مار دوں گی"۔

"اب تم بھی سنو"۔ عمران نے طربدار سے کہا۔ "تمہاری والی کہہ رہی ہے کہ اگر تم اس کے قریب آئے تو پتھر مارے گی"۔

"کہہ دو کتیا سے کہ اگر اس نے مجھے اپنی زبان سکھانے کی کوشش کی تو میں اسے گولی مار دوں گا"۔ طربدار بولا۔ اور عمران نے اس کی بات سنہری مادہ کے گوش گزار کرنے کے بعد کہا۔ "محتاط رہنا"۔

"اس سے کہو جہنم میں جائے۔ میں کسی دہریئے کو اپنی مقدس زبان کیوں سکھانے لگی"۔

"چلو چھٹی ہوئی"۔ عمران سر ہلا کر شکرالی میں بولا۔ "تم دونوں کا پیچھا چھوٹ گیا"۔

"کیا ہوا"؟۔ شہباز نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں۔ دونوں کہہ رہی ہیں کہ ہماری عقلوں پر پتھر پڑے تھے۔ یہ دونوں تو سیدھے جنت میں جائیں گے اور ہمیں جہنم کے قریب رک کر اپنے بچوں کا انتظار کرنا پڑے گا"۔

"یہ میری سمجھ میں نہیں آتا"۔ سفید مادہ نے عمران کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"جب تک اس سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی مزے سے گزرتی رہی تھی"۔ سنہری مادہ عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔

"میں نے کیا کیا ہے"؟۔ عمران نے حیرت سے کہا۔

"خدا ہی جانے۔ ہم تمہاری زبان تو سمجھ نہیں سکتے"۔

"تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں نے ان دونوں کو بہکایا ہے"؟۔

"ہاں، میں یہی کہنا چاہتی ہوں"۔

"خدا تمہیں غارت کرے"۔

"سچی بات پر غصہ ہی آتا ہے"۔

"اچھا بس اب خاموش ہی رہو۔ ورنہ تمہارے کباب ان دونوں کو کھلا دوں گا۔ ہمارے پاس اب خشک

گوشت بھی نہیں رہا"۔

"اوصف شکن، اب انہیں گولی مارو۔ میری بات سنو"۔ شہباز بولا۔

" کہو۔ کیا کہنا چاہتے ہو"؟۔

" کیا تم پھر ادھر گئے تھے"؟۔

"ادھر سے مراد اگر منحوس پہاڑ ہے تو پھر نہیں گیا تھا۔ آج شب کو دیکھوں گا"۔

"تنہا نہیں جاو گے"۔

"نہ ان دونوں کو تنہا چھوڑ سکتا ہوں اور نہ ساتھ لے جا سکتا ہوں"۔

"طربداران کی نگرانی کرے گا۔ میں تو ساتھ چلوں لگا"۔

"عمران کچھ نہ بولا۔ تھورا دیر بعد شہباز نے کہا۔ "یا پھر ان کا انتظار کر لو جن کے لیے شارق رحبان گیا ہے"۔

"دیکھا جائیگا۔ کل وہ عورت سن گئی تھی کہ بدیشی ماداوں کے ساتھ اچھا برتاو نہیں ہو رہا۔ لہذا ہوسکتا ہے کہ انہیں یہاں سے لے جانے کی کوشش کی جائے"۔

"اچھا ہے کہ وہ لوگ خود ہی ادھر آئیں۔ جنگل میں ہم انہیں ریزہ ریزہ کر کے دیکھ رکھ دیں گے"۔

"فی الحال مناسب نہیں ہے۔ ورنہ کل وہ لوگ بچ کر نہ جا سکتے"۔

"ایک کو تو شارق نے ختم کر دیا تھا"۔

"ناتجربہ کاری کی بنا پر۔ بہر حال ابھی میں یہی تاثر دینا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ کچھ بھی نہیں سمجھے"۔

شہباز نے سر کو خفیف سی جنبش دی تھی اور ماداوں کو پر تشویش نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

* * * *

دوسری صبح نکولس ہونقوں کی طرح اپنا سارا جسم ٹٹول رہا تھا۔ سارے بال غائب تھے اور اس کے جسم پر ایک سلیپنگ سوٹ تھا اور کمرہ بھی وہ نہیں تھا۔ جس میں پچھلی رات اس کی ملاقات جیری سے ہوئی تھی۔ آرام دہ بستر سے اٹھ کر وہ آئینے کے سامنے آیا ہی تھا کہ ساری خوشیوں پر اوس پڑ گئی۔ چہرہ اور سر بدستور بالوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ آئینے میں وہ خود کو ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے کسی بن مانس نے سلیپنگ سوٹ پہن لیا ہو۔ سر پکڑ کر اسٹول پر بیٹھ گیا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے"۔

پچھلی رات جیری سے تحریری گفتگو کے بعد اس کے ذہن پر نیند کا غلبہ ہوا تھا اور وہ نہ سونے کی کوشش کے باوجود بھی ننگے فرش پر ہی گہری نیند سو گیا تھا جیری کا جو کچھ بھی حشر ہوا ہو۔

وہ بدستور دونوں ہاتھوں سے سر تھامے اور آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔

"ہیلو۔۔۔ بیوٹی فل"۔ ایک نسوانی آواز کمرے میں گونجی اور وہ چونک کر دروازے کی طرف مڑا۔

سرینا کھڑی ہنس رہی تھی۔ وہی سرینا جس نے اسے دھوکے سے پانچویں پوائنٹ کی سرنگ تک پہنچایا تھا۔

نکولس اسے قہر آلود نظروں سے گھورتا رہا اور وہ ہنستی رہی۔

"میری ہی سفارش پر تم اس حد تک آدمی بنائے گئے ہو"۔ وہ بالآخر بولی۔

"یہاں سے چلی جاو"۔

"چہرہ بھی صاف ہو سکتا ہے"۔

"ہو یا نہ ہو۔۔۔ مجھے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں ہے"۔

"ہائیں۔۔۔ تم دوبارہ آدمی نہیں بننا چاہتے"؟۔

"ہرگز نہیں"۔

"بڑی عجیب بات ہے"۔

نکولس اپنے غصے پر قابو پا چکا تھا مسکرا کر بولا۔ "صرف ایک بار جانور بن کر دیکھ لو پھر تم بھی آدمی بننا

پسند نہیں کرو گی"۔

"تو میں نے یونہی خواہ مخواہ مادام گوردو کی خوشامد کی تھی"۔

"سوال تو یہ ہے کہ تمہیں مجھ سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے"؟۔

"میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ کیا تم نے پہلے کبھی نہیں محسوس کیا۔ کم از کم یہ بات تو پوری ایمانداری تسلیم کرو گے کہ تم نے یہاں کسی مرد سے مجھے بے تکلف ہوتے نہ دیکھا ہوگا"۔

"اس کے باوجود بھی تم نے مجھے لیزا کے منصوبے سے آگاہ نہیں کیا تھا"۔

"وہ ڈسپلن کا معاملہ تھا۔ لیکن اس کے بعد سے میری زندگی اجیرن ہو گئی ہے۔“

”اور دیکھو میں کتنا خوبصورت لگ رہا ہوں؟“

”دل نا دکھاو۔ یہ بھی چند دنوں کی بات ہے مادام گوردو جو کچھ جاننا چاہتی ہیں انہیں بتا دو پھر وہ ہم دونوں کو یہاں سے ہیڈکوارٹر بھجوا دیں گی"۔

"میں ان جانوروں میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ ہماری دنیا کا مہذب ترین آدمی بھی ان کی انسانیت کو نہیں پہنچ سکتا۔ وہ بہت اچھے ہیں"۔

"شائد تمہارے دماغ پر بھی اثر ہوا ہے"۔ وہ خوفزدہ لہجے میں بولی تھی اور نکولس ہنس پڑا تھا۔

"واپس جاو، سرینا۔ لیزا ناکام رہے گی۔ اس سے کہو کہ نکولس ہر اذیت برداشت کر لے گا۔ لیکن جو کچھ وہ چاہتی ہے نہیں ہو سکے گا"۔

"میں تمہیں بے ایمان نہیں سمجھتی تھی"۔

" کیا مطلب"؟۔

"تم نے جیری کی کوئی چیز غصب کر لی ہے۔ مادام اسے واپس دلوانا چاہتی ہیں"۔

"اور اسی لیے تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی ہے کہ مجھے بے ایمان نہ بننے دو"۔

"بات بڑھانے سے کیا فائدہ"۔

"چلی جاو یہاں سے۔ میں نے رحم کی بھیک نہیں مانگی تھی"۔

"تم پاگل ہو گئے ہو"۔

"جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ یا۔۔۔۔۔۔" وہ اس کی طرف جھپٹا تھا اور سرینا کمرے سے نکل بھاگی تھی۔

ساتھ ہی دروازہ بھی خود بخود بند ہو گیا تھا جو انتہائی کوشش کے باوجود بھی نکوس سے نہ کھل سکا۔

اس نے ایک طویل سانس لی اور دوبارہ بستر پر گر گیا۔

اچھی طرح جانتا تھا کہ زندگی کا انحصار اسی پر ہے کہ لیزا نوٹ بک کے حصول کے لیے کوشاں رہے اور اس کے بارے میں کسی خاصی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔

وہ سوچ رہا تھا کہ جیری اب نہ جانے کہاں ہوگا۔ اس کی طرف سے مایوس ہو جانے کے بعد لیزا نے یہ قدم اٹھایا ہوگا۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہ آسکی کہ آخر چہرے اور سر کے بال کس طرح برقرار رہے ہیں جبکہ بقیہ جسم ان سے چھٹکارا پا چکا تھا۔ اس نے اپنی دائیں پنڈلی کھولی اور اس پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر چونک کر اس طرح اسے بغور دیکھنے لگا جیسے کسی نئی دریافت کی توقع ہو۔

"اوہ، تو یہ بات ہے"۔ وہ دانت پیس کر بڑبڑایا تھا۔

بالوں کی صفائی استرے کی رہن منت تھی۔ بیہوشی کے عالم میں اس کے جسم پر استرہ چلایا گیا تھا۔

"دفعتا دروازہ پھر کھلا اور سرینا سامنے کھڑی نظر آئی"۔

"غصہ اتر گیا ہو تو ناشتہ کر لو"۔ اس نے کہا۔

نکولس ہنس پڑا۔ ساتھ ہی وہ بھی مسکرائی تھی۔

"لاو۔ ناشتہ۔۔۔۔ میری جگہ تم ہوتیں تو تم پر بھی ایسی ہی کیفیات طاری ہوتی رہتیں"۔

وہ باہر نکل گئی تھی اور دروازہ پھر خود بخوہ بند ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تھا اور سرینا ناشتے کی ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر آئی تھی۔ اور دروازہ بند ہو گیا تھا۔

ناشتے کے دوران میں نکولس کا رویہ لاپرواہی ظاہر کرنے کا سا رہا تھا اور سرینا خاموشی سے اسے دیکھتی رہی تھی۔

"لیزا گوردو کہاں ہے"؟۔ نکولس نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔۔ مجھے جو ہدایت ملی تھی۔ اسی کے مطابق عمل کر رہی ہوں"۔

"اچھا۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔ تو یہ اظہار محبت بھی اسی ہدایت کا ایک حصہ تھا"۔

"جو چاہو سمجھ لو"۔ وہ بیزاری سے بولی۔

"عمارت کا یہ حصہ میرے لیے نیا ہے"۔

"مادام گوردو کے علاوہ اور کوئی بھی پوری عمارت سے آگاہی کا دعوی نہیں کر سکتا"۔

"جیری کہاں ہے"؟۔

"میں نہیں جانتی۔ پہلے ہی کہہ چکا ہوں"۔

"تم سب اپنے بھیانک انجام کے لیے تیار رہو۔ جس وقت مجھے جانور بنایا گیا لیزا۔۔، جیری والے معاملے سے آگاہ نہیں تھی"۔

"تم مجھ سے یہ سب کچھ کیوں کہہ رہے ہو۔ تمہیں جانور بنا دینے کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے"۔

"اس لیے کہہ رہا ہوں کہ تم سب ہوش میں رہو"۔

"ہم تمہاری طرح ڈسپلن کی خلاف ورزی نہیں کرتے"۔

" کیسی ڈسپلن اور کہاں کی ڈسپلن؟۔ "ہم نہیں جانتے تھے کہ ہم سے کس قسم کی غیر انسانہ حرکات کرائی جائیں گی"۔

"غالبا تم فرشتے تھے۔ اتفاقا آ پھنسے ہو"۔ سرینا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"برے آدمی بھی بعض معاملات میں باضمیر ہوتے ہیں"۔

"ہوتے ہونگے"۔ سرینا لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور ٹرالی کو دھکیل کر دروازے کی طرف بڑھانے لگی۔

نکولس جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ کچھ کر گزرنا خود کشی ہی کے مترادف ہوگا۔ بس اسی حد تک مناسب ہے کہ اپنی بات پر اڑا رہے۔ جیری کی نوٹ بک کے سلسلے میں ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالے۔

کچھ دیر بعد وہ اٹھا تھا اور الماریاں کھول کھول کر دیکھنے لگا تھا۔ اس کا سارا نجی سامان اس کے کمرے میں موجود تھا۔

31

ملبوسات کی الماری میں سلیقے سے پریس کئے ہوئے کپڑے ہینگروں میں نظر آئے۔ اس کی کوئی ذرا سی چیز ضائع نہیں ہوئی تھی۔ بس وہی کپڑے کہیں نظر نہ آئے جو جانور بنائے جانے سے قبل اس کے جسم پر موجود تھے۔ اور یہی چیز اس کے لیے باعث تشویش تھی۔ لیکن وہ اس سلسلے میں اپنی زبان بند ہی رکھنا چاہتا تھا کیونکہ اسی پر زندگی کا انحصار تھا۔

اسے وہ شکرالی جانور یاد آیا جو انگلش بول سکتا تھا۔ پتہ نہیں اس کا کیا حشر ہوا۔ کیا وہ بھی اب گوردوکا قیدی ہوگا۔ یا اسے باہر ہی چھوڑ دیا گیا تھا۔ بہر حال تھا بے حد چالاک۔ لیزا تصور بھی نہیں کر سکتی کہ ان جانوروں میں کوئی ایسا بھی ہوگا۔ لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔

الماری سے ایک سوٹ نکالا۔ اور اسے پہننے لگا۔

پھر آئینے میں اس ہیئت کذائی کا جائزہ لیا تھا اور وحشیانہ انداز میں ہنس پڑا تھا۔ اسی دوران میں ایک تدبیر بھی سوجھی تھی اور شائد اپنی ہیئت کذائی سے زیادہ اسی تدبیر کے عملی تصور پر ہنس آئی تھی۔

آئینے ہی میں اس نے ایک بار پھر دروازہ کھلتے دیکھا۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ لیکن دروازہ کھولنے والی سرینا نہیں تھی۔ اس بار جیری دکھائی دیا تھا۔ نکولس تیزی سے اس کی طرف مڑا اور چہک کر بولا۔ " کہو کیسا لگ رہا ہوں"۔

جیری دروازے کے قریب کھڑا متحیرانہ انداز میں اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"یہ۔۔۔۔ یہ۔۔۔ کک۔۔۔۔ کیسے ہوا"۔ وہ ہکلایا۔

"بس اب چہرے اور سر ہی پر بال رہ گئے ہیں"۔ نکولس بولا۔

"لیکن۔۔۔۔مم۔۔۔۔۔میری نوٹ بک"؟۔

"جہنم رسید ہوئی۔ تم نے بتایا نہیں کہ اب کیسا لگ رہا ہوں۔ اگر باہر نکل جاوں تو لوگ زیادہ سے زیادہ یہی سمجھیں گے۔ یعنی نصف جانور"۔

"مم۔۔۔۔میری نوٹ بک"؟۔

"شٹ اپ، کہہ چکا ایک بار کہ جہنم رسید ہوئی۔ میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ بدمعاشوں کی بھیڑ میں اسے ساتھ لیے پھرتا۔ میں نے اسے ضائع کر دیا۔ لیکن سب کچھ میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ راستہ وادی زلمیر ہی سے جاتا ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے جانور بن جانے کے بعد جنگل میں اپنا وقت ضائع کیا ہوگا۔ میں نے وہ نشان تلاش کر لیا ہے"۔

"اوہ۔ خدایا"۔

"بس اب کسی طرح یہاں سے نکل چلنے کی تدبیر کرو"۔ نکولس آہستہ سے بولا۔

"میں اپنے قول سے پھرا نہیں ہوں"۔

"نن۔۔۔۔۔ناممکن۔۔۔۔۔۔یہاں سے نکل جانا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے"۔

"سب کچھ ممکن ہے۔ راستہ تلاش کرو۔ لیزا گوردو کو تم آسانی سے دھوکا دے سکو گے"۔

"وہم ہے تمہارا۔۔۔۔وہ بہت چالاک ہے"۔

"بس تو پھر قصہ ختم سمجھو۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھ سے کچھ اگلوا نہیں سکتی"۔

جیری کی آنکھوں میں پھر حیرت کے آثار دکھائی دیئے۔ لیکن وہ سختی سے ہونٹ پر ہونٹ جمائے کھڑا رہا۔

"اس طرح کھڑے میری شکل کیوں دیکھ رہی ہو"۔ نکولس دہاڑا۔

"مم۔۔۔۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ لیزا کو بھی کیوں نہ شریک کرلیا جائے"؟۔

"اس کتیا کی بچی کا نام نہ لو۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا"۔

"ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ ورنہ یہاں سے نکلنے کی کیا صورت ہوگی"؟۔

" کچھ بھی ہو۔ میں اسے ہوا بھی نہیں لگنے دوں گا۔‘‘"

"تم جانو۔ نوٹ بک تو ضائع ہی ہوچکی ہے"۔

"جاو۔۔۔۔ میرا دماغ نہ خراب کرو۔ اگر راستہ تلاش کر سکتے ہوتو کرو ورنہ سب کچھ جائے جہنم میں۔ مجھے قطعا پرواہ نہ ہوگی"۔

"وہ نوٹ بک میرے دادا کی یادگار تھی۔ ہیرے ملتے یا نہ ملتے"۔ جیری بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں اب کچھ بھی نہیں بولوں گا۔ تم بکواس جاری رکھو"۔

"میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ تم اسے ضائع کردو گے"۔

"اب تو کر چکا"۔

33

"اچھی بات ہے۔ مرنے کے لیے تیار ہوجاو۔ لیزا تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی"۔

"میں بھی اس سے رحم کی بھیک نہیں مانگوں گا۔ چلے جاو یہاں سے"۔

"میں ہی کیوں نہ مار ڈالوں تمھیں۔ ٹھہرو بتاتا ہوں"۔ جیری دہاڑا تھا۔

"اور ٹھیک اسی وقت دروازہ پھر کھلا اور سرینا اندر داخل ہوئی تھی۔

سچ مچ جیری کے تیور نکولس کو اچھے نہیں لگے تھے۔ لیکن سرینا کی آمد نے اس کے قدم روک لیے وہ اب بھی نکولس کو قہر آلود نظروں سے دیکھے جا رہا تھا"۔

"تم یہاں کیسے آئے"؟۔ سرینا نے جیری سے تحکمانہ انداز میں پوچھا۔

" کیوں نہ آتا۔۔۔۔ یہ چور۔۔۔۔"

"خاموش رہو۔۔۔۔ اور یہاں سے چلے جاو"۔

"تم مجھ سے کس لہجے میں گفتگو کر رہی ہو۔ ہوش میں ہو یا نہیں"۔

" کیا تم نہیں جانتے کہ میں مادام گوردو کی عدم موجودگی میں چارج میرے پاس ہوتا ہے"۔

"میں نہیں جانتا"۔

"تو اب ذہن نشین کر لو۔ اور یہاں سے چلے جاو"۔

"نہیں سرینا ڈارلنگ۔۔۔۔ یہ شائد مجھ سی کشتی لڑے گا۔ اپنے ڈیل ڈول پر اتریا ہی کرتا ہے"۔ نکولس بولا۔

"تم بھی خاموش رہو"۔ سرینا نکولس کو للکارا۔

جیری ہی جیسے ہی دروازے کے قریب پہنچا تھا دروازہ خود بخود کھل گیا تھا اور اس کے جاتے ہی پھر بند ہو گیا تھا۔

"تم یہ نا سمجھنا کہ دخل اندازی کر کے تم نے میری جان بچائی ہے"۔ نکولس نے کہا۔

"جیری جیسے دو گدھوں سے بیک وقت نمٹ سکتا ہوں۔ اور میرا غصہ بہت خراب ہے۔ غصے ہی میں اپنے دولتمند مالک کو قتل کر کے اس حال کو پہنچا ہوں"۔

"یہ کیونکر ہوا تھا پیارے نکولس"؟۔ سرینا اٹھلائی۔

"اس نے ایک مصیبت زدہ لڑکی کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی"۔

"اور تم اس مصیبت زدہ لڑکی کو چاہتے تھے"؟۔

"ہرگز نہیں۔ مجھے اس سے ہمدردی تھی"۔

"لیکن مجھ سے ذرہ برابر بھی ہمدردی نہیں جبکہ میں بھی مصیبت زدہ ہی ہوں"۔

"تم۔۔۔۔اور مصیبت زدہ"؟۔ نکولس بے ساختہ ہنس پڑا۔

"ویسے تم سے حماقت سرزد ہوئی ہے۔ اب تمہاری زندگی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی"۔

" کیا مطلب"؟۔

"نوٹ بک ضائع کر دینے کا اعتراف کر کے تم نے اپنی موت کو دعوت دی ہے"۔

"تم کیا جانو۔۔۔۔؟ نکولس نے حیرت سے کہا۔ "تم تو گفتگو کے دوران میں یہاں موجود نہیں تھیں"؟۔

"لیکن کہیں اور سے سن رہی تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بروقت کیسے پہنچتی اور وہ لحیم شحیم آدمی تمہاری ہڈیاں توڑ کر رکھ دیتا"۔

"میں نے اسی لیے اعتراف کر لیا ہے کہ مار ڈالا جاوں"۔

"لیکن میں تو نہیں چاہتی کہ تم مار ڈالے جاو"۔

"مجھے دلچسپی نہیں ان باتوں سے"۔

" کیا سچ مچ تمہیں نوٹ بک کا مواد زبانی یاد ہے"؟۔

"میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی"۔

"تم نے کہی تھی"۔

"غلط ہے۔ میں نے کبھی یہ نہیں کہا"۔

"میں نے سنا تھا۔ تم مجھے نہیں جھٹلا سکتے"۔

"ہوسکتا ہے رو میں کہہ گیا ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں"۔

"اگر ایسا ہے تو تمہاری زندگی کی ضمانت دی جا سکتی ہے"۔

"یقین کرو۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے ایسی کوئی بات کہی ہو"۔

"لیکن یہ حقیقت ہے"۔ سرینا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

" بکواس کئے جاو۔ کیا فرق پڑتا ہے"۔ نکولس نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"میں کیا کر سکتی ہوں۔ اگر تمہاری موت ہی آ گئی ہے"۔ سرینا ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"مجھے تنہا چھوڑ دو"۔

"خدا تم پر رحم کرے"۔

"جاو۔۔۔" وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

سرینا چند لمحے خاموش کھڑی رہی تھی۔ پھر اسے گھورتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

----------------------*-----------*

وہ دونوں اب تک طربدار اور شہباز سے روٹھی ہوئی تھیں۔ اور عمران سے اس طرح چہلیں کرتی رہتی تھیں جیسے ان دونوں کو جلانے کی کوشش کر رہی ہوں۔

شہباز کو اس کی ذرہ بھی پرواہ نہیں تھی۔ لیکن طربدار سچ مچ سلگ رہا تھا۔ ایک آدھ بار عمران سے الجھ بھی پڑا تھا۔ اور شہباز نے اسے سخت اور سست کہہ کر بات آگے نہیں بڑھنے دی تھی۔

"میں تمہاری طرح فولاد کا بنا ہوا نہیں ہوں"۔ طربدار بالآخر بولا۔

"وہ خود ہی تو اسے گھیر رہی ہیں"۔ شہباز نے کہا۔ "وہ کیا کرے"؟۔

"اگر وہ دس عدد بھی آ گئے تو پھر تم دیکھنا"۔ عمران نے طربدار کو مخاطب کیا۔

"ارے۔۔۔ اس کے بارے میں تو سوچا ہی نہیں تھا"۔ شہباز بولا۔ اور اس طرح عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے اس نے کوئی بہت بری بات سنائی ہو۔

"وہ جو حجروں میں بند رہے ہیں۔ ان کی خوشبو پر پاگل ہو جائیں گے"۔ عمران بولا۔

"یہ مناسب نہیں ہوگا صف شکن"۔

" کیا اس صورت میں بھی کام نہیں چلے گا کہ تم ان پر اپنی اصلیت ظاہر کر دو"۔

"میں ان پر اپنی اصلیت ہرگز ظاہر نہیں کر سکتا"۔

"اس میں کیا قباحت ہے"؟۔

"ان کی نظروں میں بے وقعت نہیں ہونا چاہتا"۔

"تو پھر ان دونوں کا کیا کریں"؟۔

"ابھی تو مجھے اسی پر شبہہ ہے کہ شارق کامیاب ہو جائیگا"۔ طربدار بولا۔ "وہ لوگ باہر نہیں نکلیں گے"۔

"سوال تو یہ ہے کہ اگر آ ہی گئے تو کیا ہوگا"؟۔

"ان کتیوں نے ہمیں دشواریوں میں ڈال دیا ہے"۔

"ان کے ذریعے ہم بعض نتائج پر بھی پہنچے ہیں۔ اور یہ ایسا مسلہ نہیں ہے جس کے لیے ہم اتنی تشویش میں مبتلا ہو جائیں"۔

"آخر ان کا کریں کیا"؟۔

"دیکھا جائے گا"۔

"طربدار آپے میں نہیں ہے"۔

"اسے بھی ٹھیک کردوں گا۔ تم فکر نہ کرو"۔

"تم عجیب باتیں کررہے ہو۔ خود ہی الجھن پیدا کرتے ہو پھر کہتے ہو دیکھا جائیگا"۔

"ذرا میں ان دونوں سے بات کروں"۔ عمران نے کہا۔ اور دونوں ماداوں کے قریب پہنچا جوان سے خاصے فاصلے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔

"عنقریب دس ایسے جانور اور بھی یہاں پہنچنے والے ہیں جو ہم میں سے ہیں"۔ عمرنا نے انہیں اطلاع دی۔

"تو پھر ہم کیا کریں"؟۔ سفید مادہ چیخی۔

"مطلب یہ کہ وہ آدمی تو رہے نہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم دونوں کی وجہ سے کشت وخون کی نوبت نہ آجائے"۔

"خاصی دلچسپی رہے گی"۔ سنہری مادہ نے ہنس کر کہا۔

"مجھے بھی خوشی ہوگی کہ اگر وہ ان دونوں کو مار ہی ڈالیں جو ہمیں درخت پر چڑھا کر خود غائب ہو گئے تھے"۔ سفید مادہ نے کہا۔

"اس کے بعد تم دونوں بھی زندہ نہ بچو گی"۔

"تب پھر ہمیں کیا کرنا چاہیئے"؟۔

"تم دونوں میرے ساتھ چلو"۔

"تم بہت ہی بور جانور ہو"۔ سنہری مادہ بولی۔

"اللہ کی قدرت ہے"۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیا مطلب"؟۔

"کچھ نہیں، ٹھہرو، ابھی بتاتا ہوں"۔ اس نے کہا اور شہباز کی طرف پلٹ آیا۔ "وہ تو بہت خوش ہیں کہ دس اور آ رہے ہیں"۔ عمران نے طربدار کی طرف دیکھ کر کہا۔

"دیکھو صف شکن۔ میں اسے پسند نہیں کروں گا کہ شکرالی آپس میں لڑیں"۔ شہباز بولا۔

"تو پھر ایک ہی تدبیر ہے کہ میں انہیں کہیں اور لے جاو"۔

"یہی بہتر ہوگ"۔

"میں بھی ساتھ چلوں گا"۔ طربدار بول پڑا۔

"بیٹھا رہ۔۔۔ "شہباز غرایا۔

"نہیں ہم کہیں نہیں جائیں گے"۔ دفعتا سفید مادہ چیخ کر بولی۔

"ہاں۔ ہم سب ساتھ ہی رہیں گے"۔ سنہری مادہ بھی بولی۔

"میں اب شاید پاگل ہو جاوں"۔ عمرنا نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

" کیا کہہ رہی ہیں"؟۔ شہباز نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"وہ کہیں بھی نہ جائیں گی"۔

"تسلیم کرلو کہ تم نے انہیں درخت سے اتار کر غلطی کی تھی"۔

"اب تو ایک ہزار بار تسلیم کرلوں گا"۔

38

"میں کہتا ہوں ابھی وہ لوگ پہنچے نہیں ہیں۔ اور ہم نے خواہ مخواہ الجھنا شروع کر دیا ہے"۔ طربدار بولا۔

"ان دونوں ماداؤں نے میری عقل خبط کر دی ہے"۔ عمران کراہا۔

"سنو۔ ان لوگوں کے پاس گھوڑے تو ہیں نہیں کہ ہمارا تعاقب کریں گی"۔ شہباز نے کہا۔

"میں ایک بار کہہ چکا ہوں کہ انہیں ان لوگوں کے ہاتھ نہیں لگنے دینا چاہتا"۔ اس کی وجہ بھی بتا چکا ہوں لہذا اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ انہیں تنہا چھوڑا جائے"۔

"اگر یہ بات ہے تو حالت جنگ میں سب کچھ جائز ہے"۔ شہباز نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا"؟۔

"انہیں ختم کر دیتے ہیں"۔ شہباز کا لہجہ سرد تھا۔

"میری کھال نقلی ہے تم اچھی طرح جانتے ہو"۔ عمران نے اتنی آہستگی سے کہا کہ اس کی آواز طربدار تک نہ پہنچ سکے۔

"جہنم میں جائیں"۔ شہباز اکتا کر بولا۔ "یہ مسلہ تمہارا ہی پیدا کیا ہوا ہے۔ لہذا تم ہی نپٹو۔ ہم دونوں تو چل دیئے"۔

" کہاں چلے"؟۔

"اسی راستے پر جہاں رحبان والوں سے ملاقات ہوگی"۔ شہباز اٹھتا ہوا بولا۔

طربدار طوعاوکرہا اٹھا تھا۔

"یہ کہاں جارہے ہیں"؟۔

"خرگوش پکڑنے۔۔۔۔ کچے پکے پھل اب نہیں کھائے جاتے"۔ عمران بولا۔

"ان سے کہدو کہ ہم نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ ہوسکتا ہے اس بار خرگوش انہیں اٹھالے جائیں"۔ سنہری مادہ نے ہانک لگائی تھی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ دونوں نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔

سنہری مادہ عمران کے قریب آ کھڑی ہوئی اور بولی۔ "میرا خیال ہے کہ شہباز طر بدار کو بہکا تا رہتا ہے"۔

"میں نہیں جانتا"۔

"ہم دونوں مسلسل سوچتے رہتے ہیں کہ آخر وہ خوشبو تمہارے پاس سے کیوں نہیں آتی"؟۔

"پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میری زندگی زیادہ تر بکریوں میں گذری ہے"۔

"اس سے کیا ہوتا ہے"؟۔

" کچھ دن بکری کا دودھ پی کر دیکھو۔ میری ہی جیسی ہو جاؤ گی"۔

"جانور بننے سے پہلے بکریوں کی فارمنگ کرتے تھے"؟۔

"نہیں۔۔۔۔ بکریاں میری فارمنگ کرتی تھیں"۔

" کیوں خواہ مخواہ اپنا دماغ خراب کر رہی ہو"؟۔ سفید مادہ نے اسے للکارا۔

"یہ بکریوں کی فارمنگ کرتا ہے"۔

"تو اس میں جذباتی ہو جانے کی کیا ضرورت ہے"؟۔

"اس سے کہو کہ بکریوں کا جذبہ صادق ہوتا ہے"۔ عمران نے سنہری مادہ سے کہا۔

پھر اس نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنی تھیں جو بتدریج دور ہوتی جا رہی تھیں۔ شہباز اور طر بدار غالباً گلترنگ کے درے کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

"میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ دونوں تم سے ڈرتے ہیں"؟۔ سنہری مادہ بولی۔

"ہم سب ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں لیکن اس کا اظہار نہیں ہونے دیتے۔ کبھی اس خوف کو محبت کا نام دیتے ہیں اور کبھی خلوص کا اور کبھی احترام کا"۔

"اوہ۔۔۔ تم تو آدمیوں کی سی باتیں کرنے لگے ہو"؟۔

"آدمی ہی سے جانور بنے ہیں اس لیے کبھی کبھی آدمیت کی بھی جھلکیاں نظر آنے لگتی ہوگی۔ ویسے ایسی کوئی تشویش کی بات نہیں ہے"۔

"آخر ہمارا حشر کیا ہوگا؟۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے"؟۔

اچانک انہوں نے سفید مادہ کی چیخ سنی اور اچھل پڑے۔ جہاں وہ بیٹھی تھی وہاں دھندسی چھائی نظر آئی تھی۔

"بھاگو"۔ عمران سنہری مادہ کا ہاتھ تھام کر بائیں جانب دوڑتا ہوا بولا۔

وہ گرتے گرتے بچی تھی۔ پھر عمران نے پھرتی سے جھک کر اسے کاندھے پر اٹھایا تھا اور دوڑتا ہی رہا تھا۔

" کیا بات ہے۔۔۔ کیا ہے"؟۔ وہ خوفزدہ آواز میں برابر پوچھے جا رہی تھی۔

"خاموش۔۔۔ چپ چاپ پڑی رہو"۔

خاصی دور نکل آنے کے بعد عمران رکا تھا۔ اور اسے کاندھے سے اتار دیا تھا۔

" کیا پاگل ہو گئے ہو"؟۔ وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"ہمارا بھی وہی حشر ہوتا جو اس کا ہوا"۔

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہہ رہے ہو"؟۔

" کیا تم نے نہیں دیکھا۔ اس پر ریشوں نے یلغار کی تھی"؟۔

"میں نے تو صرف چیخ سنی تھی۔ کچھ دیکھا نہیں تھا"۔

"وہ ریشوں میں گھری ہوئی تھی"۔

"لیکن تم نے تو بتایا تھا کہ وہ ریشے صرف آدمیوں پر حملہ آور ہوتے ہیں جانوروں پر نہیں"؟۔

"میرا خیال ہے کہ اب وہ لوگ تم دونوں کو جنگل سے کہیں اور منتقل کرنا چاہتے ہیں"۔

" مگر وہ ہیں کون"؟۔

" کاش میں جانتا ہوتا"۔

"اب کیا ہوگا"؟۔

"وہ تو گئی ہاتھ سے۔ اب تم اپنی فکر کرو"۔

" کیا ہمیں دوبارہ ہماری اصلی حالت پر لایا جائیگا"؟۔

"مجھے توقع نہیں۔۔۔۔ تمہارے سائنسدان اس دنیا کو ہزاروں سال پیچھے لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں"۔

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا"۔

"ذرا دیر کو چپ ہو جاو"۔

وہ بہت زیادہ خوفزدہ نظر آنے لگی تھی۔ عمران اسے وہیں جھاڑیوں میں چھوڑ کر خود ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ سمت کا

انداز تو تھا کہ وہ کدھر سے بھاگ کر آیا تھا۔

اوپر پہنچ کر اس نے اس سمت دیکھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے اونچے درخت اس کے درمیان حائل تھے کہ یہ مشقت بھی ضائع ہی ہوگئی۔ لیکن فوری طور پر واپسی کی بجائے وہ درخت پر ہی بیٹھا رہا۔

سنہری مادہ جھاڑیوں میں دبکی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی سر اٹھا کر درخت کی گھنی شاخوں میں عمران کو تلاش کرنے لگی تھی۔

عمران اسی سمت نظر جمائے درخت پر بیٹھا رہا۔ جدھر سفید مادہ پر ریشوں کی یلغار ہوئی تھی۔

کب تک ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہتا۔ پھر درخت سے اترا اور سنہری مادہ کو وہیں ٹھہرے رہنے کو کہتا ہوا

آگے بڑھ گیا۔ نکولس نے اسے بتایا تھا کہ جنگل میں کئی مقامات پر ٹیلیویژن کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کی نشاندہی کرنے سے قبل ہی وہ دوبارہ پھر لیزا گوردو کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ ورنہ شائد عمران اب تک ان کیمروں کو ٹھکانے لگا ہی چکا ہوتا۔

وہ جھاڑیوں میں دبکتا ہوا اسی جانب بڑھتا رہا جدھر سے بھاگ کر آیا تھا۔ اور پھر وہ اس مقام تک جا پہنچا جہاں سفید مادہ بیہوش پڑی تھی لیکن اس پر یلغار کرنے والے ریشوں کا کہیں پتہ نہیں تھا۔

اس نے ایک بار پھر اسی جانب دوڑ لگائی۔ جہاں سنہری مادہ کو چھوڑ آیا تھا۔۔۔۔۔ اس کے اندازے کے مطابق وہ دونوں اس وقت کیمرے کے فوکس میں نہیں تھے۔ جب سفید مادہ پر ریشوں کی یلغار ہوئی تھی۔ ورنہ شاید وہ بھی اس کی زد میں آ جاتے۔ اب وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیمرہ کہاں پوشیدہ ہے۔ اور دوبارہ بھی ریشے حرکت میں آ سکتے ہیں یا نہیں۔

سنہری مادہ اب بھی وہیں سہمی بیٹھی تھی جہاں وہ اسے چھوڑ گیا تھا۔

"کک۔۔۔ کیا ہوا"؟۔ اس نے خوفزدہ سی آواز میں پوچھا۔

"چلو۔۔۔ اسے اٹھاؤ۔۔۔۔ وہ بے ہوش ہوگئی ہے"۔

"اور۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ رر۔۔۔۔۔ ریشے"؟۔

"ریشے غائب ہوگئے۔۔۔ چلو۔۔۔ اٹھو"۔

"وہ وہیں پڑی ہے"؟۔

"ہاں۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ اسے ہوش میں لا کر کسی محفوظ مقام پر نکل چلیں گے"۔

وہ اٹھی تھی۔ لیکن اس سے چلا نہیں جا رہا تھا۔

اس طرح تو کل تک پہنچ سکیں گے"۔ عمران نے کہا اور اسے پھر کاندھے پر لاد کر دوڑ لگا دی۔

سفید مادہ اسی حال میں ملی جس میں وہ اسے چھوڑ گیا تھا۔

"وہ صرف بے ہوش ہے۔ ڈرو نہیں"۔ عمران اسے کاندھے سے اتارتا ہوا بولا۔ "تم اسے ہوش میں

لانے کی کوشش کرو۔ میں پانی تلاش کرتا ہوں"۔

"لل۔۔۔۔لیکن۔۔۔۔ریشے"؟۔

"ریشے اب کہاں ہیں۔ تم دیکھ رہی ہو"؟۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔تم بھی چلو"۔

"سینٹ جھا پکزولا کے سلسلے کا فرد ہوں۔ بیہوش مادہ کے قریب بھی نہیں جا سکتا۔ شیطان میری روح میں حلول کر جائیگی"۔

"سینٹ جھا پک زولا۔۔۔۔کون تھے"؟۔

"تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہی ہو۔ جاو جلدی کرو"۔

وہ ڈرتے ڈرتے بیہوش مادہ کے قریب گئی تھے اور جیسے ہی اس کے قریب پہنچی تھی۔ عمران کو دوبارہ بھاگ کھڑے ہونا پڑا تھا۔ کیونکہ ریشوں نے سنہری مادہ کو بھی گھیر لیا تھا اور وہ مسلسل چیخ رہی تھی۔

عمران نے پیچھے ہٹنے میں بڑی پھرتی دکھائی تھی۔ لیکن زیادہ دور نہیں گیا تھا۔ قریب ہی کے ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ جہاں سے وہ جگہ صاف نظر آ رہی تھی۔ جہاں سنہری مادہ ریشوں میں گھری ہوئی رہائی کے لیے ہاتھ پیر مار رہی تھی۔

ذرا ہی سی دیر میں سناٹا چھا گیا۔ وہ ریشوں کے ڈھیر میں غائب ہو چکی تھی۔ عمران نے تھیلے سے دوربین نکالی اور ریشوں کے ڈھیر پر فوکس کرنے لگا ریشے قطعی غیر متحرک ہو چکے تھے۔ ان میں ہلکی سی جنبش بھی نہیں پائی جاتی تھی۔

اس کے بعد اس نے آس پاس کے درختوں کی شاخوں میں لاسلکی کیمرے کی تلاش شروع کر دی پھر اچانک اس نے دیکھا کہ ریشوں میں حرکت پیدا ہوئی ہے۔ وہ اڑ اڑ کر ادھر ادھر منتشر ہو رہے تھے۔ اور نظروں سے غائب ہوتے جا رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے سنہری مادہ پوری طرح ان کی گرفت سے آزاد ہوگئی۔ اب وہ بھی سفید مادہ

کے قریب لمبی لمبی لیٹی ہوئی تھی اور ریشوں کا کہیں پتا نہیں تھا۔

" کمال ہے "۔ عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ لیکن وہ فی الحال درخت سے اترنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

--------------------------*-------------*

نکولس نے کروٹ لی۔ اور نیم غنودگی کے سے عالم میں اس احساس کی ہلکی سی رو اس کے ذہن کو چھوتی ہوئی گزر گئی کہ وہ لیٹا کیوں ہے۔ پھر اس کی آنکھیں اس طرح کھل گئی تھیں جیسے کسی مشینی عمل کے تحت ایسا ہوا ہو۔ وہ اٹھ بیٹھا اور بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

پھر وہی جنگل۔۔۔ لیکن وہ تو پہاڑ والی عمارت میں لیزا گوردو کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔

اسے قطعی یاد نہ آسکا کہ وہ کب اور کہاں اس طرح غافل ہوا تھا کہ دوبارہ جنگل تک پہنچنے کا وقفہ اس کے ذہن ہی سے محو ہو گیا۔

جو سوٹ اس نے اس وقت پہن رکھا تھا وہی اب بھی اس کے جسم پر تھا۔ چہرے پر ہاتھ پھیرا تو حلیہ بھی وہی تھا۔ یعنی سر اور چہرے پر بن مانسوں ہی جیسے بال موجود تھے۔

اب کیا ہوگا؟ شکرالی جانور اب شاید اسے زندہ ہی نہ چھوڑیں۔ وہ انہیں کیا بتائیگا کہ جسم کے بقیہ حصے کے بال کہاں گئے۔ شائد وہ جو انگلش بول سکتا ہے کسی طرح سمجھ سکے۔ لیکن وہ تینوں ؟ کہیں وہ اسے دیکھ کر حملہ نہ کریں آخر اب کیا چاہتی ہے وہ کتیا"؟۔

نکولس اٹھ کھڑا ہوا۔ اور جیسے ہی بائیں جانب مڑا۔ اسے بے ساختہ ہنسی آ گئی۔ تھوڑی ہی فاصلے پر جیری چت پڑا نظر آیا تھا۔

تو یہ بات ہے اس نے سوچا۔ اس کی تدبیر کارگر ہوئی تھی۔ اس کی اور جیری کی گفتگو لیزا تک پہنچ گئی تھی۔ وہ گفتگو جس کے مطابق اس نے جیری کو باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ نوٹ بک کا سارا مواد اس کے ذہن میں محفوظ ہے اور جنگل

میں اس نے دریا نمیلی کی طرف جانے کا راستہ تلاش کر لیا ہے۔

بہرحال اب وہ دونوں اسی لیے جنگل میں پھکوا دیئے گئے ہیں کہ وہ دریائے نمیلی کی طرف جانے کی کوشش کریں اور لیزا ان پر نظر رکھے۔

اس نے جیری کو آوازیں دی تھیں اور پھر جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ بیہوشی گہری تھی۔

وہ تھک ہار کر اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ دن کا تیسرا پہر تھا۔ ہوا میں خنکی بڑھ گئی تھی۔ تھوری دیر بعد بڑی شدت سے بھوک محسوس ہوئی اور وہ آس پاس کے درختوں پر نظر دوڑانے لگا۔ اس نے جنگل میں کئی طرح کے پھل دیکھے تھے۔ لیکن آس پاس کوئی پھل دار درخت نہ دکھائی دی۔ اتنے میں جیری کی کراہ بھی سنائی دی تھی۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

جیری دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں مل رہا تھا۔ پھر اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔ چاروں طرف دیکھا تھا اور اس طرح اٹھ بیٹھا تھا جیسے پشت میں اچانک کوئی کانٹا چبھ گیا ہو۔

" نکولس "۔ اس پر نظر پڑتے ہی وہ چیخا تھا۔

"ڈرو نہیں۔ خدا کا شکر ادا کرو کہ تم آدمی ہی کے روپ میں پھکوا دیئے گئے ہو"۔

"لیکن کیسے، ہم کہاں ہیں"؟۔

"میں تمہیں اٹھا کر نہیں لایا ہوں۔ تمہاری ہی طرح کچھ دیر میں بھی بیہوش پڑا ہوا تھا"۔

"میں تو اپنے کمرے میں سو رہا تھا"؟۔

"یہ سب کچھ مت سوچو"۔ نکولس بولا۔

"آخر مجھ سے یہ برتاو کیوں کیا گیا"؟۔

"تا کہ ہم وہ راستہ تلاش کریں جو ہمیں ہیروں کی وادی تک لے جائیگا"۔

"راستہ"؟۔

"ہاں۔ کیا تمہیں یاد نہیں۔ میں نے کہا تھا کہ نوٹ بک کی پوری تحریر میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ اور شائد میں نے جنگل میں راستہ بھی تلاش کر لیا ہے"۔

"تم نے کہا تو تھا"۔

"نوٹ بک کی طرف سے مایوس ہو جانے کے بعد ہی لیزا نے یہ حرکت کی ہے"۔

"اب تو بتا دو نوٹ بک کہاں ہے"؟۔

"میرا خیال ہے کہ وہ لیزا ہی کے ہاتھوں ضائع ہو گئی"۔

" کیا مطلب"؟۔

"وہ اس جیکٹ کے استر میں سلی ہوئی تھی۔ جو میں نے معتوب ہونے سے قبل پہن رکھی تھی۔ میرے جسم پر بڑے بڑے بال نکل آنے کے بعد لیزا نے وہ کپڑے ضائع کر دیئے ہوں گے جو میں نے اس وقت پہن رکھے تھے"۔

"اور اسے علم نہ ہو سکا"؟۔

"ضرور علم ہو جاتا اگر تم ان کپڑوں کو ضائع ہونے سے قبل اس کے پاس پہنچ گئے ہوتے۔ مجھے یقین ہے کہ اس نے وہ کپڑے آتشدان میں ڈال دیئے ہوں گے۔ کیونکہ ساتھیوں میں اس نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ مجھے ہیڈ کوارٹر میں طلب کر لیا گیا ہے۔ تمہیں بھی تو اس نے کسی غبن کی کہانی سنائی تھی"۔

جیری خاموشی سے سر ہلاتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں سراسیمگی کے آثار پائے جاتے تھے۔

"سوال تو یہ ہے کہ اس جنگل میں ہمارا کیا حشر ہو گا"؟۔ وہ کچھ دیر بعد بولا۔

"دیکھو۔۔۔۔ کیا ہوتا ہے۔ صرف ایک جانور ایسا ہے یہاں جو ہماری زبان سمجھ سکتا ہے اگر اس کی بجائے کسی اور سے ملاقات ہوئی تو میں نہیں کہہ سکتا کہ کیا ہو گا۔ شکرال میں تیرہ آدمیوں کو جانور بنا دیا گیا ہے۔ اور وہ اسے کسی سازش ہی کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک یہ سازشی سفید فام غیر ملکی ہی

ہو سکتے ہیں"۔

"تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا"؟۔

"اسی نے بتایا ہے جو انگلش بول سکتا ہے۔ لیزا کا اندازہ بھی غلط ہی نکلا ہے کہ شکرال کسی غیر قوم کی زبان سیکھنا پسند نہیں کرتے"۔

"اگر ایسا ہے تو پھر شامت ہی آ گئی ہے۔ ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے"۔

نکولس کچھ نہ بولا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا تھا۔ "بہتر یہی ہوگا کہ یہاں سے اٹھ چلیں"۔

"لیکن جائیں کہاں"؟۔

"چلو۔ مجھے کئی ایسے ٹھکانے معلوم ہیں جہاں ہفتوں پڑے رہ کر کم از کم پیٹ تو بھر سکیں گے"۔

وہ تھوڑی ہی دور چلے ہونگے کہ انہوں نے متعدد گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی۔

"ادھر آ جاو۔ ادھر جھاڑیوں میں"۔ نکولس جیری کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا بولا۔

اور پھر انہیں وہ سیاہ فام جانور نظر آئے تھے۔ گھوڑوں پر سوار عجیب سے لگ رہے تھے۔ نکولس نے ان کا شمار کیا تھا۔ پورے بارہ عدد تھے۔

"مم۔۔۔۔ مجھے خوف معلوم ہو رہا ہے نکولس"۔ جیری ہکلایا۔

وہ جھاڑیوں میں چھپے ہوئے پگڈنڈی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ گھوڑوں کی رفتار تیز نہیں تھی۔ راستہ کشادہ نہ ہونے کی بنا پر وہ ایک ہی لمبی سی لائن میں چل رہے تھے۔ نکولس نے جیری کے شانے پر تھپکی دی اور آہستہ سے بولا۔ "ڈرو نہیں۔ اگر ہم انہیں اپنی مافی الضمیر سے آگاہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ اتنے برے بھی ثابت نہ ہوں گے۔ اور ان کا سردار تو پہلے بھی میرے ساتھ مہربانی کا برتاو کر چکا ہے۔ وہ جو بہت روانگی سے انگلش بول سکتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ فرنچ، جرمن اور اطالوی زبانیں بھی اس کے لیے اجنبی نہیں ہیں"۔

"مجھے حیرت ہے۔ تصور بھی نہیں کر سکتا"۔ جیری نے کہا۔

گھڑ سوار جانور نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔ نکولس بھی جیری کا ہاتھ پکڑے ہوئے اسی سمت چل پڑا۔ جدھر وہ گئے تھے۔

"تت۔۔۔ تو ادھر ہی"؟۔ جیری خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔

"ہاں۔ ان سے دور رہ کر اندازہ لگانے کی کوشش کروں گا کہ ان میں وہ موجود ہے یا نہیں جو صف شکن کہلاتا ہے"۔

"مطلب کہ وہی جو انگلش بول سکتا ہے"؟۔

"ہاں۔۔۔ وہی۔۔۔۔ اگر وہ ان میں موجود ہوا تو ہمارے لیے کسی قسم کا بھی خطرہ باقی نہیں رہے گا۔

"تمہاری مرضی"۔

"کاش تم نے لیزا کو اپنی روداد نہ سنائی ہوتی"۔ نکولس تھوڑی دیر بعد بولا۔

"اگر مجھے صحیح حالات کا علم ہوتا تو کبھی ایسی حماقت سرزد نہ ہوتی"۔

"اب دیکھو کیا ہوتا ہے"۔

"کیا تم نے سچ مچ راستہ تلاش کر لیا ہے"۔

"ہرگز نہیں۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بھلا ایک جانور کو ہیروں کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے آخر۔۔۔۔۔ اسے کس سوسائٹی میں بھرم بنائے رکھنے کی فکر ہو گی ہیرے کھائے نہیں جاتے اظہاری برتری کا ذریعہ بنتے ہیں"۔

"ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن پھر تم نے جھوٹ کیوں بولا"؟۔

"لیزا کو سنانے کے لیے۔۔۔۔ تاکہ مجھے دوبارہ جنگل میں پھکوا دے یہ دیکھنے کے لیے کہ میں کس طرف جاتا ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ ایسی صورت میں تم بھی میرے ساتھ ہو گے"۔

"لیکن مجھے تو جانور نہیں بنایا گیا"؟۔

"اسی لیے تم مجھے ہیروں کی تلاش پر مجبور کرو گے۔ اگر جانور بنا دیئے جاتے تو تمہیں بھی میری طرح ہیروں کی پرواہ نہ رہ جاتی"۔

"بات کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی ہے"۔

"ہماری نگرانی ضرور کی جائے گی۔ لہٰذا میں اسی لیے ان جانوروں میں مل جانا چاہتا ہوں۔ اگر ہم تنہا رہے تو لیزا سے جان نہیں چھوٹے گی"۔

"تم ٹھیک کہتے ہو"۔

وہ چلتے رہے۔۔۔ لیکن ان بارہ جانوروں کا سراغ نہ مل سکا۔

----------------------*-----------*

عمران کو درخت پر بیٹھے ہوئے آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا۔ دوربین اس کے ہاتھوں میں تھی۔ کبھی اپنے اطراف و جوانب کا جائزہ لینے لگتا تھا اور کبھی ان دونوں بیہوش ماداؤں کا۔ وہ پہلے ہی کی طرح بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھیں۔ پھر وہ نیچے اترنے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ عقب کی جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی اور دو آدمی برآمد ہوئے۔ وہ ٹھیک اسی درخت کے نیچے آ رکے تھے جس پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک تو اچھا بھلا تھا اور دوسرا جانور ہی لگ رہا تھا حالانکہ اسکے جسم پر نہایت نفیس قسم کا سوٹ تھا۔

دونوں سفید فام تھے شائد وہ ان دونوں بیہوش ماداؤں کو دیکھ کر ٹھٹک گئے تھے۔

"ارے"۔ حیوان نما آدمی بولا۔ "یہ تو وہی دونوں سفید فام لڑکیاں معلوم ہوتی ہیں"۔

اس کی آواز سن کر عمران چونکا۔ جانی پہچانی سی آواز لگی تھی۔

"ضروری تو نہیں"؟۔ دوسرا بولا۔

"جنگل میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی سفید فام نہیں ہے"۔

اس بار عمران نے آواز پہچان لی یہ نکلس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ دونوں آگے بڑھے اور

بیہوش ماداؤں کے قریب جا پہنچے۔

انہوں نے زور زور سے گفتگو کر کے انہیں جگانا چاہا تھا لیکن وہ بدستور پڑی رہیں۔ پھر وہ انہیں جھنجھوڑنے لگے تھے۔ مگر یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی۔

"یہ تو بیہوشی معلوم ہوتی ہیں"۔ نکولس بولا۔

اور عمران کو اس پر حیرت تھی کہ ان دونوں پر ریشوں کی یلغار نہیں ہوئی تھی۔ اگر وہ انہی دونوں کے لیے آئے تھے تو انہیں ان کی حالت سے آگاہ ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن ان کے رویے سے یہ نہیں ظاہر ہوا تھا۔ پہلے وہ انہیں سوتا سمجھ کر زور زور سے بولتے رہے تھے۔ پھر جھنجھوڑا تھا۔ اس کا یہی مطلب تھا کہ وہ ان کی بیہوشی سے لاعلم تھے۔

وہ دونوں چاروں طرف نظریں دوڑانے لگے تھے۔ پھر نکولس بولا۔

"پتہ نہیں انہیں کیا ہوا ہے"؟۔

عمران ان کی گفتگو صاف سن رہا ہے۔ دوسری آدمی نے کہا۔ "آخر ہم کس مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ کاش یہاں آنے سے قبل مجھے معلوم ہو سکتا کہ جڑی بوٹیوں کی تلاش کی آڑ میں یہاں کچھ اور ہو رہا ہے"۔

"زبان بند رکھو"۔ نکولس بولا۔

"میرا دم گھٹ جائیگا"۔

ٹھیک اسی وقت بائیں جانب والی جھاڑیوں سے چار آدمی برآمد ہوئے جن کے چہرے گیس ماسکس میں چھپے ہوئے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

"بھاگ جاو"۔ ریوالور والے نے ان دونوں سے کہا۔

"کیا تم لوگ جیری اسٹاوٹن کو نہیں پہچانتے"؟۔ نکولس نے اس سے سوال کیا۔

"میں کہتا ہوں بھاگ جاو یہاں سے"۔

"میں نکولس ہوں۔ کیا ٹونی نے تمہیں میری بپتا نہیں سنائی"؟۔

"ٹونی کو غداری کی سزا مل گئی"۔ ریوالور والا ہنس کر بولا۔

"میں نہیں سمجھا"؟۔

"وہ دوسروں کو مادام کے خلاف ورغلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس لیے اسے گولی مار دی گئی۔ تم دونوں خوش قسمت ہو کہ مادام نے تمہیں جلاوطن کر دیا ہے۔ اب خواہ تم جہنم میں ہی کیوں نہ جاو"۔

"یہ کبھی سفید فام لڑکیاں تھیں"۔ نکولس نے بیہوش ماداوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"ہم جانتے ہیں"۔

"اور تم اتنے بے حس ہو گئے ہو کہ اس ظلم کے خلاف احتجاج بھی نہیں کر سکتے"؟۔

"ہم بدمعاش لوگ ہیں مسٹر نکولس قوم کے خادم نہیں ہیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ پورا یورپ بالدار ہو جائے۔ اور ہم بدمعاش بندوقیں لیے ایک ایک کو کھدیڑتے پھریں۔ جاو بھاگو یہاں سے ورنہ کہیں مجھے غصہ نہ آ جائے"۔

نکولس کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دو آدمی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے دو عدد اسٹریچر اٹھا رکھے تھے۔

"چلے جاو"۔ ریوالور والا ہاتھ ہلا کر دہاڑا۔ اور یہ دونوں پیچھے ہٹ گئے۔ ریوالور والے کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے تھے۔

دونوں بیہوش ماداوں کو اٹھا کر اسٹریچر پر ڈال دیا گیا۔ اور ریوالور والے نے پلٹ کر ان دونوں سے کہا۔ "اگر تم نے ہمارے پیچھے آنے کی کوشش کی تو میں تمہیں مادام کی اجازت کے بغیر ہی مار ڈالوں گا"۔

"تو کیا تمہیں ہدایت کی گئی ہے کہ ہمیں زندہ رہنے دو"؟۔ نکولس نے پوچھا۔

"ہمیں ایسا کوئی حکم نہیں ملا۔ اسی لیے غصہ نہ دلاو، اپنی راہ لو۔ ورنہ یہ دھمکی نہیں ہے۔ میں سچ مچ تمہیں مار ڈالوں گا"۔

یہ دونوں جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے رہے۔

چار آدمیوں نے اسٹریچر اٹھا لیے تھے۔ ایک مسلح آدمی ان کے آگے تھا اور دوسرا پیچھے۔

پھر وہ جدھر سے آئے تھے ادھر ہی چلے گئے۔ عمران بڑی پھرتی سے نیچے اترا اور ان دونوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

جیری کا چہرہ اتر گیا۔ اب وہ پہلے سے زیادہ خائف نظر آنے لگا تھا۔ اس کے برخلاف نکولس کی آنکھوں میں مسرت آمیز چمک لہرائی تھی۔

عمران ان کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ "میں صف شکن ہوں اپنے ساتھی سے کہو۔۔۔۔ خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں"۔

"و۔۔۔۔۔ واقعی۔۔۔۔ تم ہماری ہی طرح انگلش بول سکتے ہو"۔ جیری خوش ہو کر بولا۔

"اور تم میں سے جو بھی انسانیت کا احترام کرتا ہے اس کا ہمدرد بھی ہوں"۔ عمران نے کہا۔"

آو۔۔۔۔۔ میرے ساتھ۔۔۔۔۔ میں انہیں آگے نہیں بڑھنے دوں گا۔۔۔ وہ ان لڑکیوں کو یہاں سے نہیں لے جا سکیں گے"۔

"شائد۔۔۔۔ وہ انہیں دوبارہ عورتیں بنا دیں گے"۔ جیری بولا۔

"اس وہم میں نہ پڑو۔ آو میرے ساتھ"۔ عمران نے کہا اور اس سمت چل پڑا تھا جس پر وہ لوگ گئے تھے۔

"ٹھہرو"۔ نکولس چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "یہ تو میری جانی پہچانی سی جگہ معلوم ہوتی ہے۔ اوہ۔۔۔۔ یہاں بھی ریشے ہوں گے"۔

عمران پلٹ آیا۔ نکولس ایک درخت کی طرف ہاتھ اٹھائے کہہ رہا تھا۔ "وہ دیکھو وہ رہا کیمرہ"۔

"ہاں ہے۔۔۔۔ تو "عمران سر ہلا کر بولا۔ "ان دونوں پر ریشوں کی یلغار ہی ہوئی تھی"۔

وہ پھر آگے بڑھ گیا۔ جیری اور نکولس اس کے پیچھے تھے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں وہ چھ آدمی نظر آ گئے تھے۔

"خاموشی سے تعاقب جاری رکھو"۔ عمران آہستہ سے بولا۔

"وہ بارہ شکرالی کہاں ہیں"؟۔ نکولس نے سوال کیا۔

"پتہ نہیں۔۔۔ اس وقت تنہا ہوں"۔

"میں نے انہیں بھی دیکھا تھا۔ شمار کیا تھا۔ پورے بارہ تھے"۔

" کدھر گئے ہیں"؟۔

"ادھر ہی آئے تھے"۔

" کسی اور طرف نکل گئے ہوں گے۔ اچھا اب ادھر سے آو"۔ عمران ایک طرف اشارہ کر کے بولا۔" ہم راستہ کاٹ کران سے آگے نکلیں گے۔ یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں کہ کپڑے کیوں پہن لیے ہیں تم نے"؟۔

"اطمینان سے بتاوں گا۔ طویل داستان ہے۔ ویسے تم مطمئن رہو دوبارہ اتار دینے پڑیں گے"۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ تیزی سے راستہ طے کرتے رہے۔ جن کا تعاقب کر رہے تھے۔ ان سے اونچائی پر تھے۔ اور گھنی جھاڑیوں میں چل رہے تھے۔ نیچے سے دیکھ لیے جانے کا خدشہ نہیں تھا۔ ایک جگہ رک کر عمران نے ریوالور نکالا۔ اور آگے چلنے والے مسلح آدمی کے ریوالور والے ہاتھ کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔۔۔۔ ساتھ ہی وہ چیخا "نشانہ بازی کا کمال۔۔۔۔۔ تمہارا ہاتھ زخمی نہیں ہوا لیکن ریوالور ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ تم سب اپنے ریوالورز مین پر گرا کر ہاتھ اٹھا لو ورنہ دلوں کا نشانہ بھی لیا جا سکتا ہے"۔

دوسرے آدمی نے بھی ریوالور زمین پر ڈال دیا اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔۔۔۔

"اور تم چاروں بھی اسٹریچر نیچے رکھ کر اپنے ہولسٹر خالی کر دو"۔

بولنے والا انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اور اپنے ایک ساتھی کا ریوالور ہاتھ سے نکلتے وہ دیکھ ہی چکے تھے۔ لہذا انہوں نے بھی چپ چاپ تعمیل کی لیکن اس آدمی نے جس کے ریوالور پر عمران نے فائر کیا تھا چیخ کر پوچھا۔ "تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو"؟۔

"میں نکولس ہوں۔ کیا تم میری آواز نہیں پہچان سکتے"۔ عمران نے کہا۔ "اس بار اس نے نکولس کی

آواز کی پوری پوری نقل اتاری تھی اور نکولس چونک کر اسے گھورنے لگا تھا۔

"تم مسلح تو نہیں تھے"؟۔ نیچے سے آواز آئی۔

"شکرالی جانور میرے دوست ہیں یہ نہ بھولو"۔

"اگر تم اتنے ہی اچھے نشانہ باز ہو تو مادام تمہیں معاف کر دیں گی۔ میں تمہیں ذمہ داری پر واپس لے چلوں گا"۔

"فی الحال تم ان دونوں ماداوں کو یہیں چھوڑ کر چلتے پھرتے نظر آو۔ ورنہ تم بھی گیسپر کی طرح مار ڈالے جاو گے"۔

دفعتاً انہوں نے دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی تھیں۔

"آ گئے۔۔۔۔ وہ آ گئے"۔ نکولس مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔

"وہ ابھی دور ہیں"۔ عمران نے جیری سے کہا تم نیچے جاو اور ان کے ریوالور اٹھا لو"۔

"تت۔۔۔۔ تم جاو"۔ جیری نے نکولس سے کہا۔

" کسی تیسرے کی موجودگی کا احساس نہ ہونا چاہئے۔ اس لیے تم ہی جاو"۔ عمران بولا۔ پھر اونچی آواز میں نیچے والوں کو مخاطب کر کے بولا۔ "جیری تمہارے اسلحہ پر قبضہ کرنے کے لیے آ رہا ہے اگر کسی نے دخل اندازی کی تو بدریغ مار ڈالا جائیگا"۔

جیری جھاڑیوں سے نکل کر ڈھلان میں اترتا چلا گیا تھا۔۔۔۔ اس نے نہایت اطمینان سے چھ ریوالور اٹھا لیے تھے۔ اور پھر اوپر چڑھنے لگا تھا۔

"اب دونوں اسٹریچر اٹھاو اور جیری کے پیچھے پیچھے آو"۔ عمران نے نیا حکم سنایا۔

"یہ ناممکن ہے"۔ نیچے سے آواز آئی۔

"اچھی بات ہے تو پھر اپنا حشر دیکھ لینا"۔ عمران نے کہا۔ "قریب ہوتے ہوئے ٹاپوں کی آوازیں سن ہی رہے ہوں گے۔ پورے بارہ عدد ہیں۔ تمہاری زبان بھی نہ سمجھ سکیں گے۔ فائر کی آواز سن کر ادھر

متوجہ ہوئے ہیں۔ ٹھیک اسی جگہ پہنچیں گے"۔

جیری چھ ریوالور لیے ہوئے ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"ان میں سے دو تم دونوں سنبھال لو اور چار میرے حوالے کردو"۔ عمران نے کہا اور چاروں ریوالور اپنے تھیلے میں ڈال لیے۔ ۔ ۔

پھر انہوں نے دیکھا کہ وہ اسٹریچر سنبھالے اوپر چلے آرہے ہیں۔

"تم دونوں انہیں کور کیئے رکھنا۔ میں یہاں سے ہٹا جا رہا ہوں"۔ عمران بولا۔ "انہیں احساس نہ ہونے پائے کہ تمہارے ساتھ کوئی شکرالی بھی تھا"۔

"میں سمجھ گیا"۔ نکولس آہستہ سے بولا۔ "تم مطمئن رہو ایسا ہی ہوگا"۔

جب وہ اسٹریچر لے کر اوپر پہنچے تو نکولس اور جیری کو اپنا منتظر پایا۔

"اسٹریچر یہاں رکھ دو"۔ نکولس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اور انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کرو"۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ یہ خود بخود ہوش میں آئیں گی"؟۔ پارٹی کے لیڈر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں ان کمینگیوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"۔

"تم آپے سے باہر ہو رہے ہو"۔ لیڈر بولا۔

"اپنی آواز اونچی نہ ہونے دو۔ وہ قریب ہوتے جا رہے ہیں"۔

"کیا ہے تمہارے دل میں"؟۔

"ابھی کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ آخر لیزا نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں اس سے ٹکرانے کا حوصلہ نہیں رکھتا"۔

"تم بیہوش ہو کر یہاں پہنچنے کی بجائے مر بھی سکتے تھے"۔ لیڈر بولا۔

"وہ مجھے نہیں مار سکتی۔ مار سکتی ہوتی تو جانور کیوں بنایا جاتا۔ کیا تم جانتے ہو کہ وہ مجھ سے کیا چاہتی ہے"؟۔

"میں کچھ نہیں جانتا"۔

"جانتے ہوتے تو اس قسم کی گفتگو نہ کرتے۔ وہ مجھے زندہ رکھنے پر مجبور ہے"۔

"اور تم۔۔۔تمہارے بارے میں تو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا"۔ لیڈر نے جیری سے کہا۔

"یہاں آنے سے قبل مجھے بھی نہیں معلوم تھا کہ کیسے لوگوں کی ملازمت اختیار کی ہے"۔

"اور ویسے تم بیحد شریف ہو"۔

"یقیناً تھا۔۔۔مجھ سے کسی جرم کا ارتکاب کبھی نہیں ہوا"۔

"تعجب ہے۔۔۔یہاں سبھی ریکارڈ رکھنے والے ہیں"؟۔

"جیری خاموش رہو"۔ نکولس نے کہا۔

54

گھوڑے بہت قریب آ گئے تھے۔۔۔اور پھر انہوں نے دیکھا کہ وہ سب وہاں پہنچ کر رک گئے ہیں۔ ان کے کاندھوں پر رائفلیں لٹک رہی تھیں اور وہ چاروں طرف دیکھے جا رہے تھے۔

"کتنا صحیح اندازہ ہے ان کا۔۔۔۔۔۔حیرت انگیز"۔ پارٹی کا لیڈر آہستہ سے بولا۔ "اب تم کیا کرو گے"؟۔

"خاموش رہو"۔ نکولس دانت پیس کر بولا۔ "اس نے عمران کو نیچے اترتے دیکھ لیا تھا۔

ان کی نظر بھی اس پر پڑھ گئی تھی اور انہوں نے نہ جانے کیا کہہ کہہ کر چیخنا شروع کر دیا تھا۔۔۔وہ ان کے قریب پہنچ کر کچھ کہنے لگا۔ وہ بغور سن رہے تھے۔ پھر نکولس نے انہیں گھوڑوں سے اترتے دیکھا۔

"یہ۔۔۔یہ۔۔۔۔ایک تو یہیں کہیں موجود تھا"۔ لیڈر بوکھلا کر بولا۔

"پتہ نہیں"۔

"اوپر ہی سے نیچے گیا ہے۔۔۔اور اس کے پاس گھوڑا بھی نہیں ہے"۔

"ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔وہ چھپ کر ہمارا تعاقب کرتا رہا ہو"۔

"لاو، ہمارے ریوالور واپس کر دو"۔

"وہیں ٹھہرو۔۔۔۔ورنہ فائر کردوں گا"۔

"میں سمجھ گیا"۔ لیڈر بھنا کر بولا۔ "تمہیں ہمارے تحفظ کا خیال نہیں تھا بلکہ انہیں ہم سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے۔

"جو چاہو سمجھ لو۔۔۔۔زندہ گرفتار نہیں ہونا چاہتے تو ہمارے ہی ہاتھوں مارے جاوگے۔ تم صرف چھ ہو۔ اور ہمارے ہاتھوں میں بارہ راونڈ ہیں"۔

اور پھر وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا۔ تیرہ عدد جانوران کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے اوپر چڑھ آئے۔

وہ بالکل خاموش تھے۔ عمران نے نکولس اور جیری کو پیچھے ہٹ جانے کا اشارہ کیا تھا۔

یہ چھ آدمی بری طرح خائف نظر آرہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے ان کے دل ڈوب رہے ہوں۔

عمران نے جانوروں سے شکرالی میں کہا۔ "ان لوگوں کو ہلکا کردو۔ اور شارق جانتا ہے کہ کس طرح ہلکا کیا جائیگا"۔

"میں جانتا ہوں چچا"۔ شارق آگے بڑھتا ہوا بولا۔ اس نے ایک آدمی کی پشت سے گیس سلنڈر اتارا تھا۔

"میں دیکھ رہا ہوں"۔ دفعتاً نکولس بولا۔ "جس نے بھی گیس استعمال کرنے کی کوشش کی اس پر فائر کر دوں گا۔ اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو"۔

"چپ رہو غدار۔۔۔۔ہم تمہاری آواز بھی نہیں سننا چاہتے"۔ لیڈر غرایا۔

نکولس کچھ نہ بولا۔ وہ پوری طرح نگرانی کر رہا تھا۔

عمران نے شارق سے کہا۔ "تم میرے ساتھ آو۔ "اور ہاں دوستو۔ یہ دونوں بھی ہمارے ساتھی ہیں۔ اس سے برابرتاو نہ کرنا۔ فی الحال میں ایک کو اپنے ساتھ لیے جا رہا ہوں"۔

اس نے نکولس کو اشارہ کیا تھا۔

"تم کہاں جا رہے ہو"؟۔ شہباز نے پوچھا۔

"ان جگہوں کو تلاش کروں گا جہاں ریشے بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ دونوں لڑکیاں ریشوں کا شکار ہو کر بیہوش ہوئی تھیں۔ ان چھ آدمیوں کو قیدی بنا کر رکھا جائیگا۔ مارڈالنے کی ضرورت نہیں"۔

" کہیں جانے سے پہلے میری ایک بات علیحدگی میں سن لو"۔ شہباز بولا۔

"ضرور۔۔۔۔۔ ضرور"۔

وہ دونوں بقیہ افراد سے دور چلے گئے تھے۔

"مجھے خود کو ان پر ظاہر کر دینا پڑا ہے۔ اسی میں بہتری ہے"۔ شہباز بولا۔

"تمہارا اپنا معاملہ ہے"۔

"اور میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ سنہری والی طر بدار کی ہے اور سفید صف شکن کی"۔

"او شہباز خدا کا خوف کر"۔

"اب ان پر کچھ بھی گزر جائیگی وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گے"۔

"اور سفید تم سے مایوس ہو کر خود ہی کسی اور کی طرف متوجہ ہوگئی تو صف شکن کی آبرو کا کیا ہوگا"؟۔

"تب پھر میں اس کتیا کو مار ڈالوں گا"۔

"خیر۔۔۔۔ خیر۔۔۔ دیکھا جائیگا۔۔۔۔۔ کیا تم میری واپسی تک یہیں ٹھہرو گے"؟۔

"ہاں۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ کہیں اور چلے گئے تو تم پھر ہمیں تلاش کرتے پھرو گے۔ لیکن اس بندر نے کپڑے کیوں پہن لیے ہیں"؟۔

اس کا اشارہ نکولس کی طرف تھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔ ابھی اس کی کہانی سننے کا موقعہ نہیں مل سکا"۔

عمران نکولس اور شارق کو ساتھ لے چلنے کو ہوا تو جیری کی گھگھی بندھ گئی۔

"نکولس، مجھے ان کے ساتھ تنہا نہ چھوڑو"۔ بدقت اس کی زبان سے نکلا تھا۔

"تمہارے ساتھ دوستوں کا سا برتاؤ ہوگا۔ بے فکر رہو"۔ نکولس بولا۔

"یہ خائف ہے"۔ عمران نے شہباز کو مخاطب کر کے جیری کی طرف اشارہ کیا۔

"تم جاؤ۔ اسے کوئی گزند نہیں پہنچے گا"۔

عمران نے نکولس کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تھا۔ بقیہ افراد سے خاصے فاصلے پر پہنچ جانے کے بعد عمران نے نکولس کو بتایا تھا کہ وہ ان سے کیوں علیحدہ ہوا ہے"؟۔

"یہ ایک بہت مشکل کام ہے۔ اس میں کئی دن لگیں گے۔ بہت بڑا جنگل ہے"۔ نکولس بولا۔

"یہ بیحد ضروری ہے"۔ عمران نے کہا۔ "اگر ہم پہاڑ والی عمارت سے دیکھے جاتے ہے تو کچھ بھی نہ کر سکیں گے"۔

"اندھیرا پھیلنے والا ہے"۔ نکولس نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ بات بھی ٹھیک تھی۔ یہ وقت اس مہم کے لیے موزوں نہیں تھا۔

"خیر تم۔۔۔۔۔۔۔۔ بتاؤ کہ تم اس حلیے میں کیوں نظر آ رہے ہو"؟۔ اس نے نکولس سے پوچھا۔ اور نکولس نے اپنی کہانی شروع کر دی۔

شارق کچھ بولا نہیں تھا لیکن اس کی آنکھوں سے بے چینی جھانک رہی تھی۔

نکولس کے خاموش ہونے پر عمران بولا۔ "تم نے بہت اچھی کہانی سنائی ہے۔ تمہاری واپسی کا یہی مقصد ہو سکتا ہے کہ لیزا تمہاری نقل و حرکت پر نظر رکھے‘‘۔

"میرا بھی یہی خیال ہے"۔

"اسے یہ تو نہیں معلوم ہو سکا کہ ہم میں سے کوئی تمہاری زبان میں بھی گفتگو کر سکتا ہے"؟۔

"ہرگز نہیں۔ میں نے خاص طور پر اس کا خیال رکھا تھا۔ ورنہ اس وقت یہاں نہ ہوتا"۔

"ٹھیک کہتے ہو۔۔۔۔ اس صورت میں وہ دوبارہ تمہیں یہاں نہ بھیجتی۔ اچھا چلو واپس چلیں

۔۔۔۔۔۔لیکن نہیں۔۔۔۔ٹھہرو"۔

وہ شارق کی طرف مڑا تھا۔

"اب تم بتاؤ کہ انہیں کس طرح نکال لانے میں کامیاب ہوئے۔ اور بقیہ دو کا کیا ہوا"۔

شارق نے اپنے باپ سے ملاقات کا واقعہ دہراتے ہوئے کہاں۔ "اس کے بعد میں نے چچا عسکر کے تعاون سے دوسری شب کئی گھروں میں شب بیداری برپا کرا کے بقیہ دس گھروں کو بھی خالی کرالیا۔ پھر کھال پہن کر ایک ایک کو للکارتا پھرا تھا۔'' کہ نکلو باہر۔ میں شارق ہوں۔۔۔۔۔شنگشت خیرہ سر۔۔۔۔میں بھی جانور ہو گیا ہوں۔ بس نکل آ ورنہ بھانڈا پھوڑ دوں گا۔ ہمیں بستی سے نکل کر جنگل ہی میں ڈیرا ڈالنا چاہئے۔ چلو نکلو۔۔۔۔۔یہ فرنگی سازش ہے۔ جنگل میں چلو میں ثابت کر دوں گا۔ صف شکن ہماری مدد کو آیا تھا وہ بھی جانور بنا دیا گیا۔ فرنگی ہم پر کسی دوا کا تجربہ کر رہے ہیں۔ صف شکن نے ثابت کر دیا ہے اس طرح میں نے انہیں حجروں سے نکالا تھا۔۔۔۔۔۔سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ شکرالی کس طرح جانور بنائے جا رہے ہیں"۔

"کیا ان میں تمہارا باپ بھی شامل ہے"؟۔

"حجروں سے تو سبھوں کو نکال لایا ہوں لیکن اپنے باپ کو ایک لڑاکے کے ساتھ گلترنگ کے اسی غار میں چھوڑ آیا ہوں۔ جس سے وادی کا راستہ گزرتا ہے"۔

"تم بہت اچھے رہے شارق۔۔۔۔شاباش"۔

"چچا کی مہربانی ہے۔۔۔۔۔۔اور اب رب عظیم کی مہربانی سے یہاں پہنچتے ہی ان پر ثابت ہو گیا کہ میں غلط نہیں کہہ رہا تھا۔ یہ چھ فرنگی ہاتھ لگ گئے۔ اب وہ اپنی جان لڑا دیں گے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ نکولس نے کپڑے کیوں پہن لیے ہیں"؟۔

"اس کے جسم پر استرہ چلایا گیا ہے"۔

وہ پھر اسی جگہ پر پہنچے تھے جہاں ساتھیوں کو چھوڑا تھا۔

"تم بہت جلد واپس آ گئے"؟۔ شہباز نے پوچھا۔

"اس وقت یہ کام نہیں ہو سکے گا"۔ عمران نے کہا۔ اور ماداوں کی طرف دیکھنے لگا جو ہوش میں آ چکی تھیں اور خاموش بیٹھی ہوئی تھیں۔

"اب وہاں چلنا چاہئے جہاں ہمیں رات گزارنی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہیں کیوں نہ گزار دیں۔ اس ڈھلان میں جگہ کا انتخاب کر لیا ہے۔ کسی طرف سے بھی نہ دیکھے جا سکیں گے"۔ شہباز بولا۔

"ان کی طرف سے ہوشیار رہنا"۔ نکولس نے عمران کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔

" فکر نہ کرو۔ اور ہاں۔ ایک تدبیر آئی ہے ذہن میں فوری طور پر کم از کم ایک ایسا اسپاٹ ضرور تلاش کرو جہاں کیمرہ نصب ہو"۔

------------------------*-----------*

لیزا آپریشن روم میں بے چینی سے ٹہل رہی تھی اور روبن کنٹرول بورڈ کے قریب بیٹھا اسے پر تشویش نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ کچھ بھی نہیں۔ اندھیرا پھیل گیا ہے"۔ لیزا نے رک کر روبن کی طرف مڑے بغیر کہا۔

"آخر وہ کہاں رہ گئے"؟۔ روبن نے کہا۔

" تمہیں یقین ہے کہ تم نے ان بیہوش لڑکیوں کے قریب جیری کو دیکھا تھا"؟۔

"ہاں مادام۔ اور اس کے ساتھ ایک ایسا جانور بھی تھا جس نے بہت ہی نفیس تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ پھر پارٹی پہنچی تھی اور شاید ان دونوں نے کام میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تھی اور انہیں ریوالور دکھا کر پیچھے ہٹا دیا گیا تھا۔ پھر پارٹی نے دونوں لڑکیوں کو اٹھایا تھا اور اسپاٹ سے ہٹ گئی تھی"۔

"اس کے بعد"؟۔

"اس کے بعد کچھ بھی نہیں"۔

"وہ دونوں پھر دکھائی دیئے تھے"؟۔

"نہیں مادام۔۔۔۔فریم خالی ہو گیا تھا"۔

"تمہیں کیمرے کو گھمانا چاہیئے تھا۔خیر"۔

"وہ جانور کون تھا مادام۔۔۔۔؟جس نے کپڑے پہن رکھے تھے"۔

"دیکھو، نہ میں اس جانور کو جانتی ہوں اور نہ ان لڑکیوں کو۔۔۔۔یہ تینوں ہیڈکوارٹر سے بھجوائے گئے تھے"۔

"جیری اور وہ پارٹی سے الجھ پڑے تھے"۔

"جیری کا پارٹی سے الجھنا حیرت انگیز ہے۔وہ دوسرے کام سے وہاں بھیجا گیا ہے"۔

"میں نے یہاں کچھ افواہیں سنی ہیں"۔

"ان پر کان نہ دھرو۔میں نے بھی سنی ہیں۔ٹونی لوگوں کو بددل کر رہا تھا۔ہیڈکوارٹر سے آئے ہوئے احکامات کے مطابق اسے سزا مل گئی"۔

"یہ تو غلط ہے کہ نکولس کو جانور بنا دیا گیا ہے"۔

"ہو سکتا ہے بنا دیا گیا ہو۔میں نے تو اسے ہیڈکوارٹر بھیج دیا تھا۔ہو سکتا ہے یہ جانور جس نے لباس پہن رکھا ہے نکولس ہی ہو۔ہیڈکوارٹر سے جانور ہی بنا کر بھیجا گیا ہو۔دراصل مجھے شبہ تھا اسی لیے میں نے جیری کو وہاں بھیجا ہے۔وہ معلوم کرے کہ وہ نکولس ہی تو نہیں ہے"۔

"ان دونوں کے درمیان گہری دوستی تھی"۔

"اسی لیے تو۔۔۔۔لیکن وہ پارٹی سے کیوں الجھے۔اوہ کتنا احمقانہ سوال ہے میں نے۔۔۔۔میں تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں روبن"؟۔

"شکریہ مادام۔۔۔۔۔آپ مجھ پر اعتماد کرتی ہیں"۔

" نکولس غدار ہے۔میں نے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی تھی۔اسی بنا پر طلب کیا گیا تھا۔اور میں نے اسی لیے جیری کو بھی وہاں بھجوایا ہے کہ وہ اس پر نظر رکھے کہیں نکولس شکرالیوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش تو نہیں کر رہا"۔

"آخر ہمارا تجربہ کب تک جاری رہے گا"؟۔

"جلد ہی اختتام کو پہنچے گا۔جیسے ہی وہ ہمارے ہاتھ لگے"۔

" کون"؟۔

"وہی تیرہ عدد"۔

"تو کیا انہیں یہاں سے کہیں اور منتقل کر دیا جائیگا"؟۔

"ابھی مجھے تفصیل کا علم نہیں۔لیزا نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اب ذرا تم ایک بار پھر دیکھو۔ کبھی کبھی وہ رات کو آگ روشن کرتے ہیں اور بے خبری میں کسی نہ کسی اسپاٹ پر کیمرے کے فوکس ہی میں ہوتے ہیں"۔

"بہت بہتر مادام"۔روبن نے ڈش بورڈ کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔لیکن کسی اسکرین پر روشنی دکھائی نہ دی۔پھر دفعتاً ایک اسکرین روشن نظر آیا تھا۔کئی الاؤ جل رہے تھے اور ان کی روشنی پورے اسکرین پر پھیلی ہوئی تھی۔الاؤ کے گرد سیاہ فام جانور اکٹھا تھے"۔

"اوہ۔۔۔۔۔یہ تو کئی ہیں"۔لیزا جلدی سے بولی۔

" کمال ہے۔لڑکیاں رقص کر رہی ہیں۔نکولس اور جیری بھی ناچ رہے ہیں ایک کالا جانور مینڈولن قسم کی کوئی چیز بجا رہا تھا۔اور دوسرے کالے جانور تالیاں بجا رہے ہیں"۔روبن طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

"سوال یہ ہے کہ اگر لڑکیاں ناچ رہی ہیں تو پارٹی کے چھ افراد کہاں گئے"۔لیزا نے مضطربانہ انداز

میں کہا۔

" کچھ سمجھ میں نہیں آیا"۔

"وہ یقیناً پکڑے گئے ہیں۔ ورنہ لڑکیاں ان کالے جانوروں کے ساتھ کیوں ہوتیں۔ تم نے بتایا تھا کہ انہوں نے بیہوش لڑکیوں کو اسٹریچر پر اٹھایا تھا اور وہاں سے چل پڑے تھے۔

"ہاں مادام۔۔۔۔ میں نے تو یہی دیکھا تھا"۔

"جیری بھی ناچ رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ نکولس نے اسے بھی شیشے میں اتار لیا ہے"۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔ کہیں انہوں نے ہمارے چھ افراد کو مار نہ ڈالا ہو"۔

"اگر ایسا ہوا تو میں تجربے کو جہنم میں جھونک کر ان سبھوں کو فنا کر دوں گی"۔

روبن کچھ نہ بولا۔ وہ پر تشویش نظروں سے اسکرین کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ آخر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "سب بیحد خوش نظر آ رہے ہیں۔۔۔۔ گویا جنگل میں منگل منایا جا رہا ہے"۔

"ذرا شمار تو کرو یہ کالے کتنے ہیں"؟۔

"سات عدد مادام"۔

" کیمرے کو گردش دے کر شاید کچھ اور بھی ہوں"۔

نکولس دوسری مشین کے قریب جا کھڑا ہوا۔ اس کا ایک بٹن دباتے ہی اسکرین کے منظر بدلنے لگے تھے۔ کبھی تاریکی کبھی دھندلی سی روشنی میں درختوں اور جھاڑیوں کی پرچھائیاں دکھائی دیتیں"۔

" نہیں مادام، آس پاس اور کوئی بھی نہیں دکھائی دیتا"۔

"پھر اسی جگہ فوکس کرو"۔

اور پھر وہی رقص کا منظر اسکرین پر قائم ہو گیا۔ رقص میں تیزی آ گئی تھی۔ وہ چاروں دیوانہ وار رقص کر رہے تھے۔ کالے جانور جھوم جھوم کر تالیاں بجا رہے تھے۔

"یہ کونسا اسپاٹ ہے"؟۔ لیزا نے پوچھا۔

"اسپاٹ نمبر چھ مادام"۔

"ریشے ہیں اس اسپاٹ پر"؟۔

"ہیں تو مادام۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن آگ"؟۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ اگر انہیں حرکت میں لایا گیا تو جنگل میں آگ لگنے کا خدشہ پیدا ہوسکتا ہے۔ اچھی بات ہے۔ ۔ ۔ ۔ ختم کرو"۔

روبن مشین کے پاس سے ہٹ کر کنٹرول بورڈ کے قریب آیا اور ایک بٹن دبا کر پوائنٹ نمبر چھ کی اسکرین کا رابطہ کیمرے سے منقطع کر دیا۔

"تمہارا کام ختم۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب آرام کرو"۔ لیزا نے روبن سے کہا۔

پھر وہ آپریشن روم سے باہر آئی اور ایک طویل راہداری میں چلنے لگے جس کے دونوں اطراف میں کمرے ہی کمرے

نظر آ رہے تھے۔

ایک جگہ رک کر اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی یہاں چار آدمی بیٹھے تاش کھیل رہے تھے۔ اسے دیکھتے ہی ہڑبڑا کر کھڑے ہو گئے۔

"جوا ہو رہا ہے"؟۔ لیزا نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"نن۔ ۔ ۔ نہیں مادام۔ جب سے آپ نے منع کیا ہے۔ ہم پیسوں سے نہیں کھیلتے"۔ ان میں سے ایک بولا۔

"ایمرجنسی اسکواڈ تیار کرو"۔

" کیا بات ہے مادام"؟۔

"وہ پارٹی جو دونوں لڑکیوں کو لینے گئی تھی خطرے میں پڑ گئی ہے"۔

"لیکن مادام۔ ۔ ۔ اندھیرا پھیل چکا ہے۔ اور وہ کالے جانور جھلائے ہوئے ہیں"۔

"بزدلی کی باتیں مت کرو"۔ لیزا پیر پٹخ کر بولی۔ "ادھر آ و"۔

وہ اس بڑے نقشے کے قریب جا کھڑی ہوئی جو دیوار پر لٹکا ہوا تھا۔ مخاطب بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس جا کھڑا ہوا۔

"یہاں۔۔۔۔ اس جگہ۔۔۔۔ انہوں نے آگ روشن کر رکھی ہے اور گانا بجا رہے ہیں۔ سات عدد کالے جانور ہیں۔ وہ دونوں لڑکیاں، جیری اور نکولس"۔ لیزا نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھ کر بولی تھی۔

"اور پارٹی کے چھ افراد"؟۔ اس آدمی نے سوال کیا۔

"ان کا کہیں پتہ نہیں ہے"۔

"وہ لڑکیوں ہی کو تو لینے گئے تھے"؟۔

"میرا خیال ہے کہ کالے جانوروں نے انہیں پکڑ لیا ہے"۔

"ہوسکتا ہے۔ وہ خود ہی لڑکیوں کی تاک میں ہوں ان پر ہاتھ ڈالنے کا موقع ابھی تک نہ مل سکا ہو"؟۔

" کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو"؟۔

"نن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ مادام، میں نے سوچا اسکا بھی تو امکان ہے"۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو کہ غیر یقینی باتیں میری زبان سے نہیں نکلتیں"۔

"ہاں مادام، معافی چاہتا ہوں"۔

" کچھ دیر قبل دیکھا گیا تھا کہ انہوں نے بیہوش لڑکیوں کو پوائنٹ نمبر چار سے اٹھایا تھا اور اسٹریچر پر ڈال کر وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔ روانگی سے قبل نکولس اور جیری سے مڈبھیڑ ہوئی تھیں۔ ان دونوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن انہیں دھکا کر راستے سے ہٹا دیئے گئے تھے۔ لیکن ابھی چند منٹ پیشتر وہ پوائنٹ نمبر چھ پر لڑکیوں کے ساتھ ناچتے دیکھے گئے ہیں"۔

"تب تو یقیناً۔۔۔۔ مادام"۔

"جلدی کرو۔۔۔ اور ہاں آج سے یہ پابندی بھی ختم۔ اب کسی فیلڈ ورکر کی آنکھوں پر چمڑے کے

تسمے نہیں چڑھائے جائیں گے۔ میں تمہیں راستے سے آگاہ کر دوں گی"۔

"یہ آپ بہت اچھا کریں گی۔ کم از کم فیلڈ ورکر کو تو راستے کا علم ہونا ہی چاہیئے"۔

"تم چاروں پوری طرح مسلح ہو کر جاؤ گے۔ گیس ماسکس اور سلنڈر سمیت"۔

"بہت بہتر مادام"۔

* * *

دونوں مادائیں بے حد خوش تھیں۔ انہیں آج اتنے دنوں بعد ان کے ہم رنگ اور ہم زبان افراد ملے تھے، نکولس اور جیری۔۔۔۔ وہ آنکھیں بند کئے دیوانہ وار ناچے جا رہی تھیں۔۔۔۔ رباب کی موسیقی غیر مانوس محسوس ہو رہی تھی لیکن اتار چڑھاؤ میں ویسے جھٹکے پائے جاتے تھے جیسے ان کی جدید ترین موسیقی میں ملتے ہیں۔ لہذا وہ تھرکے جا رہی تھیں۔ لیکن اس مدہوشی کے عالم میں بھی اس کا خیال رکھا تھا کہ وہ مقابل رقاصوں سے اپنا فاصلہ کم نہ ہونے دیں۔ عمران نے انہیں پہلے ہی سمجھایا تھا کہ اگر رقص کرتے وقت انہوں نے اپنے ہمرقصوں کے ہاتھ بھی تھام لیے تو کالے جانور ان چاروں کو زندہ دفن کر دیں گے۔۔۔۔ سفید مادہ گا رہی تھی۔

"ہماری پیاس بڑھ رہی ہے لیکن ہم بے بس ہیں
ہم پہاڑی ندیاں پتھروں کی پیاس بجھا سکتی ہیں
پانی پانی۔۔۔۔ پیاس پیاس
پانی کی پیاس کون بجھائے
پتھر سے پتھر ٹکرائے
پھلجھڑیاں چھوٹیں

پانی ۔۔۔لہریں ۔۔۔۔قطرے ۔۔۔۔پھواریں
کاش پھواریں سنگریزے بن جائیں
کوئی نئی بات ہو
پیاسا پانی اٹل حقیت ۔۔۔۔امر حقیقت

"اب بس کرو۔ ورنہ میں رونا شروع کردوں گا"۔ کسی تاریک گوشے سے عمران کی آواز آئی۔

"تم سامنے تو آو کالے درندے۔ ساری آگ تمہاری لگائی ہوئی ہے"۔ سفید مادہ نے چیخ کر کہا رقص تھم چکا تھا۔ رباب کی آواز سناٹے میں مدغم ہوگئی تھی۔

پھر عمران نے شکرالی میں کچھ کہا تھا۔ اور رباب دوبارہ بجنے لگا تھا۔ اس بار کالوں نے ان چاروں کو الاو کے پاس سے ہٹا کر خود اچھلنا کودنا اور زور زور سے گانا شروع کردیا تھا۔

سفید مادہ جیری سے بولی۔ "تم سخت متوحش نظر آرہے ہو"؟۔

متوحش ہونے کی بات ہی ہے"۔ جیری نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی بہت ہی بھیانک خواب دیکھ رہا ہوں۔ اور کسی وقت بھی چیخ مار کر جاگ پڑوں گا۔ خدا انہیں غارت کرے جنھوں نے ایسے حالات پیدا کئے"۔

"تم کہاں سے آئے ہو"؟۔

"وہیں سے جہاں سے اس درندگی کی جڑیں پھوٹی ہیں"۔

"لیکن تم تو آدمی ہی ہو۔ اور ان کالوں نے تمہیں گرفتار بھی نہیں کیا ہے"؟۔

"وہ جانتے ہیں کہ ذاتی طور پر میں ان کے لیے بے ضرر ہوں"۔

"ہمیں بیہوش کرکے کہاں لے جایا جاتا"؟۔

"خدا ہی جانے ۔۔۔۔میں ان میں سے ضرور ہوں لیکن میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ آدمی جانور کیوں بنائے جا رہے ہیں"۔

"تم آئے کیوں تھے"؟۔

"بظاہر یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو دوا سازی کے لیے جڑی بوٹیاں تلاش کرتا ہے۔ زلمیر کے جنگلوں میں جن کے بہتات بتائی جاتی ہے"۔

"اوہ۔۔۔ تو دھوکے سے لائے گئے ہو"؟۔

"یہی سمجھ لو"۔

"ان میں ایک کالا جانور بہت چالاک ہے"۔

"مجھے معلوم ہے۔ وہ انگلش روانی سے بول سکتا ہے"۔

"اس نے ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہونے دی۔ لیکن جب اس کے جسم میں کھجلی اٹھتی ہے اور وہ زمین پر لوٹیں لگاتا ہے تو مجھے اس پر بہت ترس آتا ہے"۔

"جوئیں پڑ گئی ہو گی"۔

شکرالیوں کا غل غپاڑا اور اچھل کود جاری رہی۔ شور اس قدر بڑھ گیا کہ ان دونوں کی آوازیں اسی میں ڈوب کر رہ گئیں۔ وہ ایک دوسرے کی بات سمجھ نہ سکنے کی بنا پر خاموش ہو گئے۔

رفتہ رفتہ وہ ڈھیلے پڑنے لگے۔ اور اب مضمحل انداز میں آہستہ آہستہ گا رہے تھے اور رقص میں بھی سست رفتاری آ گئی تھی۔

سنہری مادہ نے نکولس سے پوچھا۔ "تم نے کپڑے کیوں پہن لیے ہیں"؟۔

"سر چھوڑ کر بقیہ جسم پر شیو کر ڈالا تھا۔ لیکن اب بال پھر بڑھ رہے ہیں۔ کچھ دنوں بعد کپڑے پھر اتارنے پڑیں گے"۔

نکولس نے جواب دیا۔

"کیا ہمیں کبھی اس عذاب سے نجات ملے گی"؟۔

"اگر بالوں کی اس نشو نما کا کوئی توڑ بھی ان کے پاس ہوا تو۔۔۔ ورنہ اب ہمیں اسی پر قناعت کر لینی

چاہئے"۔

"تم بھی وہیں سے آئے ہو"؟۔

"ہاں۔۔۔۔مجھے سزا دی گئی ہے۔تم دونوں کے جانور بنائے جانے پر میں نے احتجاج کیا تھا"۔

"کیا تم ہمیں پہلے سے جانتے ہو"؟۔

"نہیں، میں نے تمہیں اسی جنگل میں دیکھا تھا۔تم دونوں کہاں سے آئی ہو"؟۔

اس نے اسے اپنے اور سفید مادہ کے بارے میں مختصراً بتاتے ہوئے کہا۔

"جب ہم یہاں ہوش میں آئے تھے تو ہمارے ذہنوں پر خوف مسلط تھا۔پھر دو کالے جانور مل گئے جن میں سے ایک ہماری زبان جانتا تھا"۔

"ان کالوں کو اس کی کوئی فکر نہیں معلوم ہوتی"؟۔نکولس نے کہا۔

"قطعی نہیں۔۔۔۔ہر وقت قہقہے لگاتے رہتے ہیں۔اور خصوصیت سے وہ جو ہماری زبان بھی بول سکتا ہے۔میری سمجھ میں نہیں آسکا"۔

"ہاں وہ عجیب ہے۔لفظ مایوسی سے تو واقف ہی نہیں ہے"۔

"تم دونوں کی وجہ سے میں اس حال کو پہنچا ہوں"۔

"لیکن وہ دوسرا آدمی جیری، جو تمہارے ساتھ ہے"؟۔

"میں نہیں جانتا کہ اسے جانور کیوں نہیں بنایا گیا"۔

"کہیں وہ کالی بھیڑ نہ ہو"؟۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں"۔

ٹھیک اسی وقت کسی پرندے کی آواز سنائی دی تھی اور شکرالی ناچتے ناچتے رک گئے تھے۔پھر انہوں نے آس پاس کی جھاڑیوں میں چھلانگیں لگائی تھیں۔

اور یہاں صرف وہی چاروں کھڑے رہ گئے تھے۔

"یہ۔۔۔یہ۔۔۔کیا ہوا"؟۔ سفید مادہ خوفزدہ سی آواز میں بولی۔

"خدا جانے"۔ نکولس چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

پھر ایسا معلوم ہوا تھا جیسے الاو کی روشنی کے گرد پھیلے ہوئے تاریک حصوں میں زلزلہ سا آ گیا ہو۔۔۔ بھانت بھانت کے آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ ایک فائر بھی ہوا تھا۔

"لیٹ جاو۔۔۔ جلدی سے لیٹ جاو"۔ نکولس زمین پر سینے کے بل گرتا ہوا بولا۔ ان تینوں نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔ اور پھر سنہری مادہ نے رونا شروع کر دیا تھا"۔

"نہیں۔۔۔نہیں"۔ نکولس اسے دلاسا دیتا ہوا بولا۔ "ہم ابھی بالکل محفوظ ہیں۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ میرا خیال ہے کہ صف شکن کا پھیلایا ہوا جال شکار سے بھر گیا ہوگا"۔

"میں نہیں سمجھی۔ تم کیا کہہ رہے ہو"؟۔ سفید مادہ بولی۔

"ابھی معلوم ہو جائیگا"۔

ذرا ہی سی دیر میں ایسا سناٹا چھا گیا جیسے کچھ دیر قبل خاص واقعہ ہی نہ ہوا ہو۔۔۔۔ الاو جل رہے تھے۔ ان کی زرد روشنی آس پاس کی جھاڑیوں اور درختوں پر کپکپا رہی تھی۔ جھینگروں کی جھائیں جھائیں کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔

" کب تک یونہی پڑے رہیں گے"؟۔ سفید مادہ منمنائی۔

"جب تک اشارہ نہیں ملے گا"۔

" کس کا اشارہ؟ کیسا اشارہ"؟۔

"چپ چاپ پڑی رہو"۔

"تو کیا اب تم بھی دھمکاوگے"؟۔

"تم غلط سمجھیں۔۔۔۔ میں نے درخواست کی تھی"۔

کئی منٹ گزر گئے۔۔۔ اور وہ اسی طرح پڑے رہے۔ پھر اچانک عمران کی آواز آئی تھی۔ " نکولس ۔۔۔ ٹھکانے

کی طرف ۔۔۔۔۔کھیل ختم ہو گیا"۔

"یہ کک ۔۔۔۔کہاں سے ۔۔۔۔بب ۔۔۔۔۔۔بول رہا ہے"؟۔ سفید مادہ ہکلائی۔

"پتہ نہیں"۔ نکولس نے کہا۔ "اب اٹھ جاو"۔

پھر الاو جلتے رہے تھے اور وہ جگہ ویران ہو گئی تھی۔ نکولس انہیں اندھیرے میں ایک جانب لیے جا رہا تھا۔

"اب ہم کہاں جا رہے ہیں"؟۔ سنہری مادہ نے پوچھا۔

"ایک بہت بڑے غار کی طرف۔ جہاں ہم رات گزاریں گے"۔

"ابھی تک کیا ہوتا رہا تھا"؟۔

"میں نہیں جانتا"۔ نکولس نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

تھوڑی دیر بعد انہیں ٹارچ کی روشنی دکھائی دی تھی۔ اور غالباً اس کا مقصد انہیں راستہ ہی دکھانا تھا۔

روشنی کا دائرہ ان کے آگے آگے رینگ رہا تھا۔ پھر غار کا دہانہ دکھائی دیا۔

"چلو۔۔۔۔ " نکولس نے جیری کو آگے بڑھایا۔ وہ اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ مادائیں آگے تھیں۔

"غار میں کیا ہو گا"؟۔ جیری کی آواز کانپ رہی تھی۔

"تم تو ان لڑکیوں سے بھی بدتر ثابت ہو رہے ہو"۔

خاصا کشادہ غار تھا۔ جس کے وسط میں خشک لکڑیوں کا بہت بڑا ڈھیر جل رہا تھا۔ روشنی پورے غار میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور اب وہاں چھ کی بجائے دس قیدی نظر آئے۔ ان کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور انہیں دو زانو بٹھا کر ان کے ٹخنے بھی جکڑ دیئے گئے تھے۔

کسی گوشے سے عمران کی آواز ابھری۔

" نکولس، کیا تم سبھوں کے نام سے واقف ہو"؟۔

"ہاں ۔۔۔میں جانتا ہوں۔ یہ فیلڈ ورکرز ہیں۔ اب لیزا گوردو کے پاس ایک بھی فیلڈ ورکر نہیں رہا۔

ٹونی اور گیسپر پہلے ہی مارے جا چکے ہیں"۔

" کیوں بکواس کر رہا ہے"۔ قیدیوں میں سے ایک دہاڑا۔ ٹھیک اسی وقت دو شکرالی آگے بڑھے اور اسے اٹھا کر الٹ

دیا تھا۔ اس طرح وہ اوندھا ہو گیا۔ تیسرے نے کسی درخت کی ہری شاخ سے اس کے کولھوں پر ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ وہ پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا۔

"بس کرو۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی آواز آئی۔ اور شکرالی کا ہاتھ رک گیا۔

"یہ کون ہے۔۔۔"؟۔ ایک قیدی نے نکولس سے خوفزدہ سی آواز میں پوچھا۔ "ہماری زبان بول سکتا ہے"؟۔

"لیزا نے تم سب کو جہنم میں لا جھونکا ہے۔ یہ اس کی خام خیالی ہے کہ شکرالی زبان کے علاوہ یہ لوگ اور کوئی زبان نہیں بول سکتے۔ اور نہ اس کے خیال کے مطابق تو ہم پرست ہیں کہ اسے کوئی آسمانی بلا سمجھتے"۔

"تو تم نے انہیں سب کچھ بتا دیا ہے"؟۔

"پچاس فیصد، پچاس فیصد سے یہ پہلے ہی واقف تھے"۔

"اب کیا ہوگا"؟۔

"یہ رحم کرنا نہیں جانتے، لہذا جو کہیں کرتے رہو"۔

نکولس نے کہا، اور نئے پھنسنے والوں میں سے ایک کی طرف دیکھ کر بولا۔ "تم کیسے آ پھنسے"؟۔

"انہی لوگوں کی تلاش میں نکلے تھے۔ مادام نے جگہ کی نشاندہی کی تھی۔ جیسے ہی ہم اس جگہ کے قریب پہنچے جہاں رقص ہو رہا تھا۔ یہ لوگ ہم پر ٹوٹ پڑے"۔

"یہ محض اتفاق نہیں تھا"۔ نکولس بولا۔ "وہ جو انگلش بول رہا ہے بہت چالاک ہے۔ اسی نے یہ جال بچھایا تھا۔ بہرحال لیزا نے مجھ پر ظلم کر کے اچھا نہیں کیا۔ میں نے صرف اس پر احتجاج کیا تھا کہ دو

www.urduinfans.com

سفید فام لڑکیاں بھی کیوں جانور بنا دی گئی ہیں"۔

"اسے ہم میں سے کسی نے بھی پسند نہیں کیا تھا"۔ قیدی نے کہا۔

"لیکن تم لیزا کے سامنے زبان کھولنے کی ہمت نہیں رکھتے"۔

قیدی کچھ نہ بولا۔ نکولس کہتا رہا۔ "اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو تمہیں اب ان شکرالیوں کے اشاروں پر ناچنا ہوگا"۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ نکولس نے شکرالیوں کی طرف دیکھا جو سامنے ہی قطار میں کھڑے ہوئے تھے۔ اور یہ خاموشی بڑی بھیانک لگ رہی تھی۔ سردی لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی تھی۔

عمران اور شارق ان سے دور کھڑے آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔ عمران اس سے کہہ رہا تھا۔ "دس عدد۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ وہ تین عدد جو ہم پہلے ہی حاصل کر چکے تھے تمہیں یاد ہے نا انہیں کہاں چھپایا تھا"؟۔

"مجھے یاد ہے"۔ شارق نے کہا۔ "لیکن ان کا کیا ہوگا چچا"؟۔

"یہ بدستور قیدی رہیں گے"۔

"جس طرح نکولس اور اس کا دوسرا ساتھی ہمارا ساتھ دے رہے ہیں اسی طرح انہیں بھی کارآمد بنایا جا سکتا ہے"۔

"ضروری نہیں کہ یہ بھی ساتھ دینے پر آمادہ ہو جائیں۔ کیا تم نے سنا نہیں کہ نکولس کو صرف اس پر اعتراض تھا کہ دو سفید فام لڑکیاں بھی جانور بنا دی گئی تھیں۔ اسے ہم سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ پھر خود بھی جانور بنا دیا گیا اور انتقاماً ہم سے ساز باز کرنے پر مجبور ہونا پڑا"۔

"ٹھیک کہتے ہو چچا۔۔۔۔۔۔ فرنگی کسی کا بھی نہیں"۔

دفعتاً عمران آگے بڑھا اور دسوں قیدیوں کے قریب جا کر کھڑا ہوا اور بولا۔

"صبح تک ہم تمہارے اس نظام کو ناکارہ کر دیں گے جس کے ذریعے عمارت سے ہماری نگرانی کی جاتی

ہے"۔

قیدی کچھ نہ بولے۔ عمران نے کہا۔ "ہم الگ تھلگ رہ کر اپنی انفرادیت برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ جاہل نہیں ہیں۔ اس عمارت کو دھماکوں سے اڑا دیں گے"۔

"اور پھر تمہیں دوبارہ آدمی بننا نصیب نہ ہوگا"۔ قیدیوں میں سے ایک بولا۔

"تمہارے پاس اینٹی ڈوٹ نہیں ہے"۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ "ورنہ نکولس کے جسم پر استرہ نہ پھیرا جاتا"۔

"تم ان مصلحتوں کو کیا جانو"؟۔ قیدی بولا۔

"کیا تمہارے پاس کوئی معقول حل ہے"؟۔

"ہے کیوں نہیں"۔ قیدی نے کہا۔ "ہمارے ساتھ مہربانی کا برتاو کرو۔ تمہیں دوبارہ آدمی بنوا دیں گے"۔

"ہم دوبارہ آدمی بننا نہیں چاہتے"۔

"بڑِ عجیب بات ہے"۔

"بالکل عجیب نہیں ہے۔ "جانور بننے کے بعد ہم ضمیر کھو بیٹھے ہیں جائز اور ناجائز کا کوئی تصور ہمارے ساتھ نہیں رہا۔

لہذا تم میں سے تین آدمی اسی وقت بھون کر کھا لیے جائیں گے۔ ابھی ہم نے رات کا کھانا نہیں کھایا"۔

"نہیں۔۔۔۔ نہیں"۔ کئی خوفزدہ سی آوازیں بلند ہوئیں۔

"آدمی کا گوشت کتنا لذیذ ہوتا ہے"۔ عمران چٹخارے لے کر بولا۔ "یہ ہمیں اس دن معلوم ہوا جب تمہاری مادام گوردوا اپنے ایک آدمی گیسپر کی لاش یہاں چھوڑ گئی تھی"۔

"تت۔۔۔۔ تو کیا سچ مچ"۔ جیری عمران کی طرف دیکھ کر ہکلایا۔

"تم ابھی دیکھ ہی لو گے"۔

"نہیں ۔۔۔۔نہیں ۔۔۔۔ یہ ناممکن ہے"۔ مادائیں بول پڑیں۔

"مت بکواس کرو"۔ عمران دہاڑا۔

"کیا واقعی"؟۔ نکولس بھی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"خاموش رہو"۔ عمران نے اسے بھی جھڑک دیا۔

"یہ نہیں ہوسکتا"۔ سفید مادہ عمران کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ "ہم نے تمہیں کوئی انسانی لاش کھاتے نہیں دیکھا۔

"تم دونوں اس وقت وہاں سے بہت دور درخت پر چڑھی بیٹھی تھیں۔ اور تمہیں بھی ہم نے اسی لیے پال رکھا ہے کہ جب کھانے کو کچھ نہ ہوگا تو بھون کر کھا جائیں گے۔ تم دونوں کا گوشت تو بیحد لذیذ ہوگا"۔

"فضول باتیں نہ کرو"۔ نکولس بھی بگڑ گیا۔

"انہیں بھی اسی طرح باندھ کران کے قریب بٹھا دو"۔ عمران نے مڑ کر شکرالی میں کہا۔ اور پھر وہ سب ان پر ٹوٹ پڑے"۔

طربدار دکھڑا احتجاج کررہا تھا کیونکہ سنہری مادہ بھی زد پر آ گئی تھی۔

"کیوں بکواس کررہا ہے۔ چپ کھڑا رہ"۔ شہباز پلٹ کر دہاڑا۔

ذرا ہی سی دیر میں یہ چاروں بھی قیدیوں کے پاس بٹھا دیئے گئے۔ انہی کی طرح ان کے ہاتھ پیر بھی باندھ دیئے گئے تھے۔

"اب بتاؤ"؟۔ ایک قیدی نے خوفزدہ سی ہنسی کے ساتھ نکولس کو مخاطب کیا۔

"میں نہیں جانتا۔۔۔۔ میں نہیں جانتا"۔ وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

"اب تم میں سے تین"۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"یہ ظلم ہے"۔ نکولس بول پڑا۔

" کیا ہم پر ظلم نہیں ہوا ہے "۔ عمران نے کہا۔

" پھر بھی تم زندہ تو ہو "۔

" زندہ ہیں۔۔۔۔۔ اور آدمیت سے کوسوں دور "۔

" تم نے اس دن انسانیت کے موضوع پر ایسی گفتگو کی تھی کہ میں عش عش کرتا رہ گیا تھا "۔

" اس دن تک کسی سفید فام آدمی کا گوشت نہیں چکھا تھا "۔ عمران نے کہا۔ " اب تم اپنی بکواس بند کرو "۔

قیدیوں میں سے ان تین آدمیوں کو کھینچ کر الگ کر دیا گیا جن کی طرف عمران نے اشارہ کیا تھا اور پھر باہر لے جایا جانے لگا۔

" کیا ہماری گلوخلاصی کی کوئی صورت نہیں "۔ نئے قیدیوں میں سے ایک نے پوچھا۔

" ٹھہر جاو "۔ عمران نے ان سے کہا جو تین قیدیوں کو غار سے باہر لے جا رہے تھے۔

وہ رک گئے اور عمران نے سوال کرنے والے قیدی سے کہا۔ " صورت تو ہے لیکن تم لوگ اس پر آمادہ نہیں ہو گے "۔

" تم کہہ بھی تو "۔

" میں کہوں گا اور تم یہی جواب دو گے کہ یہ ہمارے بس سے باہر ہے۔ کیونکہ مادام گوردو ہماری آنکھوں پر چمڑے کا تسمہ چڑھا دیتی ہے "۔

" کم از کم۔۔۔۔۔ ہم چار افراد یہ نہیں کہہ سکتے "۔

" کیا اس نے تمہیں راستہ دکھا دیا ہے "۔

" ہاں۔ آج اس نے فیلڈ ورکرز سے یہ پابندی ہٹا دی ہے "۔

" اگر ہم کشت وخون کے بغیر عمارت پر قبضہ کر سکیں تو یہی تم سبھوں کے لیے بہتر ہو گا "۔

" یہ ناممکن نہیں ہے "۔

" کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اپنے اس ساتھی سے اتفاق نہ رکھتا ہو"۔

عمران نے دوسرے قیدیوں سے سوال کیا۔ لیکن کوئی کچھ نہ بولا۔ وہ سب سر جھکائے بیٹھے تھے اور ان تینوں کے چہرے کھل اٹھے تھے جنہیں ان کے اپنے خیال کے مطابق ذبح کر دینے کے لیے باہر لے جایا جا رہا تھا۔

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم اپنے ساتھی سے متفق ہو۔ اور ہمارے کام میں رخنہ ڈالو گے"۔ عمران نے کہا۔ اس پر پہلی پارٹی کا لیڈر بھرائی ہوئی آواز میں بولا تھا۔ "ہم نہیں جانتے تھے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ لیکن جب پہنچ ہی گئے تھے تو پھر حالات سے سمجھوتا کرنا پڑا تھا۔ میں اپنے بارے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ قتل کر دینا بہتر سمجھوں گا اس کے مقابلے میں کہ کسی کو مسلسل اذیت کا شکار بنایا جائے"۔

" سمجھداری کی بات ہے"۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

"لیکن اس کے باوجود یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ تم سب دوبارہ آدمی بن سکو گے"۔

"اس کی فکر نہ ہونی چاہئے تمہیں"۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

پھر کوئی کچھ نہیں بولا تھا۔ عمران کے اشارے پر تینوں قیدی دوبارہ وہیں بٹھا دیئے گئے جہاں سے اٹھائے گئے تھے۔

سفید نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔ " مجھے یقین نہیں تھا کہ تم سچ کہہ رہے ہو"۔

عمران اس کی بات کا جواب دیئے بغیر شہباز کی طرف بڑھ گیا اور اسے بتانے لگا کہ قیدیوں سے کس کی گفتگو ہوئی تھی۔

"راستہ تو تم پہلے ہی سے جانتے ہو"۔ شہباز نے کہا۔

" کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس چوکور خلا کے پیچھے کیا ہوگا۔ لیزا سے متعلق میں نے جو اندازہ لگایا ہے اس کے مطابق وہ کلی طور پر کسی پر بھی اعتماد نہ کرنے والی عورت معلوم ہوتی ہے۔ اگر اس نے اپنے کچھ آدمیوں کو راستے سے آگاہ بھی کر دیا ہوگا تو اس میں بھی کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہوگا"۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو"؟۔

"لیزا۔۔۔۔ پر میں یہیں۔۔۔۔ اس جنگل میں قابو ل پانا چاہتا ہوں"۔

"اس کی کیا صورت ہوگی"؟۔

"ایک تدبیر ہے"۔

"جو چاہو کرو۔۔۔۔ ابھی تک تمہاری کوئی تدبیر ناکام نہیں ہوئی"۔

* * *

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ لیکن ابھی تک وہ لوگ واپس نہیں آئے تھے۔ لیزا نے ایک بار پھر آپریشن روم کا رخ کیا۔ لیکن آپریٹر ساتھ نہیں تھا۔ کنٹرول بورڈ کے قریب پہنچ کر اس نے خود ہی مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے تھے۔

پوائنٹ نمبر چھ کی اسکرین پر پھر کالے جانور دکھائی دیئے۔ الاو بدستور روشن تھے اور اب ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا جس کی بنا پر اسکرین کچھ زیادہ ہی واضح نظر آ رہی تھی۔

اس کے دسوں فیلڈ ورکر بندھے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے آس پاس کالے جانور اسی طرح اچھل کود رہے تھے جیسے اظہار مسرت کر رہے ہوں۔

لیزا کے پورے جسم سے پسینہ چھوٹ پڑا۔ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے وہ خوفزدہ نظروں سے اسکرین کی طرف دیکھتی رہی۔ دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔ تو یہ چاروں بھی پکڑ لیے گئے۔ وہ سوچ رہی تھی بہت برا ہوا۔ بارہ فیلڈ ورکرز تھے۔ بہترین لڑاکے۔ جن میں سے دو پہلے ہی ختم ہو گئے تھے۔ اب کیا ہوگا۔ بقیہ عملے کو مسلح جدوجہد کا کوئی تجربہ نہیں۔۔۔۔ پھر کیا کیا جائے۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ قبل اس کے کہ وہ فیلڈ ورکرز کوئی گزند پہنچائیں خود انہیں ہی ختم کر دیا جائے۔ اب تو ہیڈ کوارٹر سے ہدایات لینے کا بھی وقت نہیں رہا تھا۔ نہ پیغام جا سکتا اور نہ جواب ملتا۔

وہ کنٹرول بورڈ کے قریب سے ہٹکر اس مشین کے پاس پہنچی جس کے ذریعے کیمرے کو حرکت دی جاتی تھی۔ اس کے مختلف بٹنوں کو دبانے سے اسکرین پر تاریکی پھیل گئی۔ غالبا وہ کیمرے کو گھما کر اس جگہ کے گرد و پیش کا جائزہ لینا چاہتی تھی۔ لیکن اس کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ کیونکہ الاو کی روشنی کا پھیلاو محدود دائرے میں تھا۔

اسکرین بدستور تاریک رہا۔ تھک ہار کر اس نے پھر الاو ہی والے اسپاٹ پر فوکس کیا تھا۔

قیدیوں کے گرد کالے جانور پہلے ہی کیطرح اچھل کود رہے تھے۔ لیکن اب ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے اور چمکیلے خنجر بھی نظر آ رہے تھے۔

لیزا کانپ کر رہ گئی۔

پھر اس نے خطرے کا آلارم بجا کر بقیہ عملے کو آپریشن روم ہی میں اکٹھا کر لیا تھا۔ وہ سب سوتے سے اٹھ کر آئے تھے لہذا ان کے چہروں پر ناگواری کے آثار تھے۔ لیکن لیزا نے جیسے ہی انہیں اسکرین کی طرف متوجہ کیا۔ ان کے چہروں کی رنگت بدل گئی۔ اونگھتے ہوئے ذہن بیدار ہو گئے۔ اور نیند میں ڈوبی ہوئی آنکھیں پھیل گئیں۔

"یہ ایک بیضرر تجربہ تھا"۔ لیزا بولی۔ "وہ ہمیشہ کے لیے جانور نہیں بنائے گئے تھے۔ جو کچھ بھی کیا جا رہا تھا۔ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لیے کیا جا رہا تھا۔ مگر اب خون بہانا ہی پڑے گا"۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ لیزا جو سانس لینے کے لیے رکی تھی۔ پھر بولی۔ "تم دیکھ رہے ہو کہ ہمارے فیلڈ ورکر کس حال میں ہیں"۔

"شکرالیوں کو تو معلوم نہیں تھا کہ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لیے جانور بنائے گئے تھے"۔ کسی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ کون تھا"؟۔ لیزا غرائی۔ لیکن بدستور خاموشی رہی۔ بولنے والا سامنے نہ آیا۔ لیزا نے زہریلے لہجے میں کہا۔ "میں دیکھ رہی ہوں کہ تم میں سے کئی ٹونی کے جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے ہیں

۔ بہرحال کچھ بھی ہو۔ کیا تم اسے برداشت کرو گے کہ وہ ان دس فیلڈ ورکرز کو مار ڈالیں"؟۔

"ہمیں تو ٹونی اور گیسپر کا مرنا بھی پسند نہیں آیا"۔ سامنے کھڑے ہوئے ایک آدمی نے کہا۔

"گیسپر کو جنگل میں ایک حادثہ پیش آیا تھا اور ٹونی نے ڈسپلن کے خلاف رویہ اختیار کرنے کی سزا پائی"۔

"سزائے موت دینے کا اختیار تمہیں کس نے دیا ہے مادام"؟۔ اسی آدمی نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر نے۔۔۔۔" لیزا جھنجھلا کر بولی۔ "تم نے یہ بحث کیوں چھیڑی ہے اس وقت"؟۔

"اس لیے کہ ہم میں سے زیادہ تر لوگ یہاں جڑی بوٹیوں کی تلاش میں آئے تھے"۔

"جو لوگ جڑی بوٹیوں کی تلاش میں آئے تھے وہ قطعی محفوظ ہیں۔ انہیں کسی مخصوص مہم پر نہیں بھیجا گیا"۔

"نکولس ہیڈ کوارٹر واپس گیا"؟۔ ایک آواز ابھری۔ "لیکن جیری کہاں ہے"؟۔

"جہنم میں۔۔۔" لیزا پیر پٹخ کر دہاڑی۔

"ہم میں سے زیادہ تر لوگ نہ تمہیں پسند کرتے ہیں اور نہ تمہارے فیلڈ ورکرز کو۔۔۔" سامنے والے آدمی نے اس کے لہجے کی پرواہ کئے بغیر کہا۔

"تم لوگ آخر چاہتے کیا ہو"؟۔

"ہم میں سے کوئی بھی جنگل میں قدم نہیں رکھے گا"۔

"اچھی بات ہے تو تم سب چلے جاو یہاں سے"۔ وہ پیر پٹخ کر دہاڑی تھی۔

ایک ایک کر کے وہ آپریشن روم سے نکلنے لگے۔ صرف سرینا وہیں کھڑی رہ گئی۔

"دروازہ بند کر دو"۔ لیزا نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

سرینا دروازہ بولٹ کر کے پلٹ آئی اور خاموش کھڑی ہوئی۔

"تم نے دیکھا"؟۔ لیزا اسکرین پر نظر جمائے ہوئے بولی۔

"ہاں مادام"۔

" کیا خیال ہے"؟۔

"اب ان پر ذرہ برابر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا"۔

لیزا نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور پر تشویش نظروں سے اسکرین کی طرف دیکھتی رہی۔

"پھر اب کیا ہو گا مادام"؟۔ سرینا نے اسکرین پر نظر جمائے ہوئے کہا۔ "ان کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے"۔

"میں تنہا جاؤں گی"۔

"یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا"۔

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ میں نے ان لوگوں سے بحث میں الجھنا اسی لیے پسند نہیں کیا تھا کہ یہ ناکارہ لوگ ہیں۔ تجربہ گاہ سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ریوالور کا دستہ ہاتھ میں آتے ہی ان کے مسامات پسینہ اگلنے لگیں گے"۔

"لیکن تنہا آپ"۔

"ہزاروں پر بھاری ہوں۔ تم کیا سمجھتی ہو مجھے"؟۔

"آپ حیرت انگیز ہیں مادام"۔

"اور میں تمہارے علاوہ اور کسی پر اعتماد نہیں کر سکتی۔ یہاں اس عمارت کے رازوں سے میرے علاوہ اور کوئی بھی واقف نہیں ہے"۔

"اس میں کیا شک ہے مادام"؟۔

"اب میں کو کچھ کرنے جا رہی ہوں۔ اس میں تمہاری مدد کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن صرف عمارت ہی کی حد تک میں تمہیں بھی ساتھ نہیں لے جاؤں گی"۔

دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

" کون ہے "؟۔ لیزا نے درشت لہجے میں پوچھا۔

"روبن ۔۔۔ مادام "۔ باہر سے آواز آئی۔

"دروازہ کھول دو"۔ لیزا نے سرینا سے کہا۔

روبن اندر داخل ہو کر بولا تھا۔ "مجھے یہاں سے نہیں جانا چاہئے تھا مادام۔ لیکن مجھے دیکھنا تھا کہ ان کے ارادے کیا ہیں۔ کہیں وہ آپ کے دشمن تو نہیں ہو گئے"۔

"تو پھر تم نے کیا معلوم کیا"؟۔

"صرف یہی کہ وہ جنگل میں نہ جائیں گے۔ اپنے فرائض معمول کے مطابق ادا کرتے رہیں گے"۔

"تمہارا کیا خیال ہے"؟۔

"میں آپ کے ساتھ ہوں مادام۔ جنگل میں بھی تنہا جا سکتا ہوں"۔

"شکریہ روبن ۔۔۔ تم یہیں رہو گے۔ آپریشن روم میں۔ میں تنہا جاوں گی"۔

"یہ مناسب نہ ہو گا مادام"۔

"میں بھی یہی کہہ رہی تھی"۔ سرینا بولی۔

"نہیں ۔۔۔ تمہیں اس قسم کے کاموں کا تجربہ نہیں ہے۔ اسی لیے میں نے بارہ فیلڈ ورکرز مہیا کئے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ ان کالوں میں ایک بیحد چالاک شکرالی بھی موجود ہے جس کی عقل کو میرے فیلڈ ورکرز بھی نہ پہنچ سکے"۔

"میں نہیں سمجھا مادام"؟۔

" نکولس نے ان مقامات کی نشان دہی کر دی ہے جہاں کیمرے نصب کئے ہیں۔ لہذا ان لوگوں نے پوائنٹ نمبر چھ پر الاو روشن کئے ہیں۔ چھ فیلڈ ورکرز کو وہ پہلے ہی پکڑ چکے تھے اور ان کی تلاش میں آنے والوں کے لیے پوائنٹ نمبر چھ پر جال بچھایا تھا۔ اس وقت وہاں ایک بھی قیدی نہیں تھا۔ لیکن اب تم

دسوں کو وہیں بیٹھے دیکھ رہے ہو۔ صرف پانچ کالے جانور فوکس میں ہیں۔ انہوں نے خنجر ضرور سنبھال رکھے ہیں۔ لیکن ابھی تک کسی قیدی پر حملہ نہیں کیا ہے"۔

یہ۔۔۔۔ یہ تو ہے مادام"۔ روبن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اور بقیہ جانور آس پاس تاریکی میں چھپے ہوئے مزید لوگوں کی آمد کے منتظر ہوں گے"۔

"عین ممکن ہے"۔

"میں انہیں ایسی سزا دوں گی کہ زندگی بھر یاد رکھیں گے"۔

روبن کچھ نہ بولا۔

لیزا نے کچھ دیر بعد کہا۔ "تم یہیں ٹھہر کر اسکرین پر نظر رکھو۔ میں اور سرینا جا رہے ہیں۔

"جیسی آپ کی مرضی مادام"۔ روبن نے کہا۔

لیزا نے سرینا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا اور آپریشن روم سے نکل آئی تھی۔ سرینا اس کے پیچھے چلتی رہی۔

لفٹ کے قریب پہنچ کر لیزا رکی اور سرینا کی طرف مڑ کر بولی۔ "یہ لفٹ یہاں سے اوپر بھی جا سکتی ہے"۔

"میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا۔ بلکہ شاید کوئی بھی نہ جانتا ہو"۔

"تمہارا خیال درست ہے۔ میرے علاوہ اور کوئی بھی نہیں جانتا۔ اور مجھے اسی لفٹ کے سلسلے میں تمہاری مدد درکار ہے۔ اور یہ راز تم ہی تک محدود رہنا چاہئے کہ یہ لفٹ اوپر بھی جا سکتی ہے"۔

"ایسا ہی ہوگا مادام"۔

"اور دوسری بات۔ اوپر جانے کے لیے لفٹ اسی جگہ سے آپریٹ ہوگی۔ اور خود بخود نیچے واپس نہ آ سکے گی۔ بلکہ تم یہیں رک کر اسے اس اسپاٹ پر واپس لاؤ گی"۔

"مجھے آپریٹ کرنے کا طریقہ بتائیے"؟۔

"میری واپسی تک تمہیں رکنا بھی پڑے گا"۔

"بہت بہتر"۔

"بے خوابی کی دو ٹکیاں لے کر تم جاگتی بھی رہ سکو گی"۔

"ایسا ہی کروں گی مادام"۔

"اب ادھر سوئچ بورڈ کیطرف دیکھو۔ جیسے ہی میں لفٹ میں داخل ہوں اور دروازہ بند ہو جائے تم اس بٹن پر انگلی رکھ دینا اور اسے اس وقت تک دبائے رکھنا جب تک کہ سبز روشنی نظر نہ آئے سبز روشنی نظر آتے ہی انگلی ہٹا لینا۔ پھر زرد روشنی نظر آئے گی۔ اس کے بعد تم اس بٹن کو دبانا لفٹ واپس آ جائے گی۔ ذرا ایک بار دہرانا تو میں نے کیا بتایا ہے"؟۔

سرینا نے تعمیل کی تھی۔

"اچھا اب سنو، میں جب واپس آؤں گی تو سرخ روشنی جلدی جلدی جلنے بجھنے لگے گی۔ تب تم پھر اسی بٹن کو دبائے رکھنا جس سے لفٹ اوپر جائیگی سبز روشنی نظر آنے پر اس پر سے انگلی ہٹا لینا۔ جب زرد روشنی دکھائی دے تو لفٹ کو واپس لانے والے بٹن کو دبائے رکھنا"۔

"بہت بہتر مادام، پوری طرح سمجھ گئی"۔

"اگر کوئی یہاں تمہاری موجودگی کی وجہ پوچھے تو کہہ دینا کہ میرے حکم سے کسی کا انتظار کر رہی ہو"۔

"بہت بہتر مادام"۔

لیزا لفٹ میں داخل ہوئی۔ دروازہ بند ہوا اور لفٹ اوپر کی طرف جانے لگی۔ اس کے ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ رکی۔ دروازہ کھلا۔ وہ باہر نکلی اور دروازہ بند ہو گیا۔ اور لفٹ دوبارہ نیچے سرکتی چلی گئی۔ لیزا اب گہری تاریکی میں کھڑی ہوئی تھی۔ ٹٹولتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ اور ایک جگہ دیوار پر ہاتھ پھیرا ہی تھا کہ روشنی میں نہا گئی۔ راہداری میں تیز قسم کی روشنی پھیل گئی تھی۔ وہ آگے بڑھتی رہی۔ راہداری کا اختتام زینوں کے قریب ہوا تھا۔ بائیس زینے طے کر کے ایسی جگہ پہنچی جہاں ایک راکٹ جس کی لمبائی دس فٹ سے زیادہ نہ رہی ہو گی۔ لانچنگ پیڈ پر

پچھتر ڈگری کے زاویئے سے کھڑا نظر آیا۔ اس کا درمیانی قطر پانچ فٹ سے زیادہ نہیں تھا۔

وہ اس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ دروازہ کھلتے ہی راکٹ کے اندر روشنی پھیل گئی تھی۔

پائلٹ کے سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کنٹرول بورڈ کے بٹن پر انگلی رکھی ہی تھی کہ راکٹ تیر کی طرح پیڈ سے نکل کر فضا میں بلند ہو گیا۔

پھر اس کی پرواز متوازی ہو گئی تھی۔ اور اوپری سطح پر ہیلی کوپٹر کے سے پھنکے نمودار ہو کر گردش کرنے لگے تھے۔ لیکن قطعی بے آواز۔۔۔۔ اب وہ متوازی پرواز برقرار رکھے ہوئے آہستہ آہستہ نیچے کی طرف آ رہا تھا۔ پرواز میں تیز رفتاری بھی برقرار نہیں رہی تھی۔ بالکل کسی ہیلی کاپٹر ہی کی طرح جنگل کی جانب پرواز کر رہا تھا۔

* * *

پانچ جانور قیدیوں کے گرد رقص کر رہے تھے۔ اور قیدی برابر چیخے جا رہے تھے۔ "وہ کہاں ہے۔ اسے بلاؤ۔ جو ہماری زبان بول سکتا ہے۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ ہمیں کوئی گزند نہ پہنچے گا"۔

لیکن شکرالیوں کو اس کی قطعی پرواہ نہیں معلوم ہوتی تھی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ بدستور اسی انداز میں رقص کئے جا رہے تھے۔ اور بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے اگلے پھیرے میں ان کے خنجر پانچ قیدیوں کے سینوں میں پیوست ہو جائیں گے۔۔۔۔ کبھی کبھی کسی قیدی کی خوفزدہ سی چیخ بھی فضا میں بلند ہوتی۔ اور شکرالی قہقہے لگانے لگتے۔

الاؤ کے چاروں طرف سو سوا سو گز کے دائرے میں آٹھ ایسے جانور چھپے ہوئے تھے جنہوں نے اپنے چہروں پر گیس ماسک چڑھا رکھے تھے اور گیس سلنڈر ان کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔

یہ لوگ مکمل تاریکی میں تھے۔ اور ان کے دیکھ لیے جانے کا یوں بھی امکان نہیں تھا کہ یہ متعدد جھاڑیوں

میں پوشیدہ تھے۔۔۔۔

شارق عمران کے قریب ہی تھا۔اس نے آہستہ سے کہا۔ "چچا ہم انہیں غار ہی میں کیوں چھوڑ آئے ہیں۔کہیں وہ وہاں سے چلی نہ جائیں"؟۔

" بھتیجے تم کیوں اپنا دماغ خراب کر رہے ہو"؟۔

"ان کی آوزیں بہت سریلی ہیں"۔

"تمہارے لیے فضول ہیں کیونکہ تم سچ مچ جانور نہیں ہو"۔

"طربدار کو چھیڑنے میں مزہ آتا ہے"۔

" کسی دن شہباز تمہیں مار ڈالے گا۔اپنی زبان بند رکھا کرو"۔

"اب ہم کتنی دیر تک اسی حال میں رہیں گے"؟۔

"دیکھو بھتیجے،ضروری نہیں کہ میرا اندازہ درست ہی نکلے۔ہوسکتا ہے ہم صبح تک جاگتے رہیں اور کچھ بھی نہ ہو"۔

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ جب تم نے خود ہی راستہ تلاش کرلیا تھا تو اس بکھیڑے میں پڑنے کی کیا ضرورت تھی"؟۔

"میں نے صرف دروازہ دریافت کیا تھا۔راستہ نہیں۔اور میں نہیں جانتا کہ اس دروازے کے آگے کنواں ہوگا یا منارہ۔۔۔چلو۔۔۔۔تو بڑا اچڑھا لو منہ پر ہوسکتا ہے کہ بے خبری ہی میں ہم بیہوش ہوجائیں"۔

شارق نے گیس ماسک پہن لیا۔

ٹھیک اسی وقت ان کے سروں پر عجیب ساز ناٹا ہوا تھا۔اور ایسا ی لگا تھا۔جیسے خاصی بلندی پر کسی مائیکرو فون کو چھیڑا گیا ہو۔اچانک کسی عورت کی آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی۔ "شکرالی درندوں۔میری بات غور سے سنو"۔

الاؤ کے گرد رقص کرنے والے شکرالی رک گئے۔ عمران اس جگہ سے انہیں صاف دیکھ سکتا تھا۔

آواز پھر آئی۔ "اگر تم نے ان قیدیوں کو فوری طور پر رہا نہ کر دیا تو پورے شکرال پر بم برسائے جائیں گے۔ ایک متنفس بھی زندہ نہ بچے گا۔ انہیں رہا کر کے خود کو ان کے حوالے کر دو"۔

عمران نے ایک پرندے کی سی آواز نکالی تھی اور الاؤ کے گرد ناچنے والے شکرالی اپنے قیدیوں کو وہیں چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے اور وہ شکرالی چاروں طرف سمٹ کر عمران کے قریب آ پہنچے۔ جو ادھر ادھر چھپے ہوئے تھے۔

"یہ کہاں سے بول رہی ہے"؟۔ شہباز نے عمران سے پوچھا۔

"اوپر سے"۔

"لیکن میں نے اڑنے والی ٹڈی نما مشین کی آواز نہیں سنی۔ وہ تو بہت شور مچاتی ہے"؟۔

"یہ مشین بے آواز معلوم ہوتی ہے"۔

لیزا کی آواز پھر آئی۔ "اچھی بات ہے بھاگ رہے ہو تو بھاگو۔ لیکن بچ نہیں سکو گے"۔

"اس پر فائر کریں"؟۔ شہباز نے پوچھا۔

"اگر تم نے مشین گرا لی تو لیزا زندہ نہیں بچے گی۔ وہ مر گئی تو تم دوبارہ آدمی نہیں بن سکو گے"۔

"اس نے پورے شکرال پر بمباری کی دھمکی دی ہے"۔ شہباز جھنجھلا کر بولا۔ "ہم آدمی بن سکیں یا نہ بن سکیں۔ لیکن شکرال کی تباہی ہمیں گوارا نہ ہو گی"۔

"ذرا صبر سے کام لو۔۔۔۔ میں دیکھتا ہوں"۔

"کیا دیکھو گے"؟۔

"یہی کہ وہ کہاں اور کتنی بلندی پر ہے"۔

"کہاں سے دیکھو گے؟ وہ درختوں کے اوپر ہے۔ اور یہاں درختوں کی شاخیں اتنی گنجان ہیں کہ آسمان نہیں دکھائی دیتا"۔

" کہیں نہ کہیں سے تو ضرور دیکھی جا سکے گی ورنہ اس نے ہمارے ساتھیوں کو بھاگتے کیسے دیکھ لیا"۔

"تم نے ابھی تک میرے حکم کی تعمیل نہیں کی"۔ لیزا کی گرجدار آواز پھر سنائی دی۔ "میں نے کہا تھا کہ قیدیوں کے ہاتھ پیر کھول کر خود کو ان کے حوالے کر دو"۔

"میرا خیال ہے کہ وہ درخت والے کیمرے کے توسط سے ہیلی کاپٹر میں بھی انہیں دیکھ سکتی ہے"۔ عمران بولا۔ "اس کی آواز عین ہمارے سروں پر سے آ رہی ہے۔ میں کسی درخت پر چڑھ کر دیکھتا ہوں"۔

دفعتاً قیدیوں میں سے ایک زور سے چیخا۔ "مادام کیا میری آواز آپ تک پہنچ رہی ہے"؟۔

"ہاں۔۔۔ پہنچ رہی ہے۔ میں زیادہ بلندی پر نہیں ہوں"۔

"وہ دوڑ کر بھاگ گئے مادام۔ آس پاس کوئی بھی موجود نہیں ہے"۔

" کیا وہ کل پانچ ہی عدد ہیں"۔

" نہیں مادام پورے کے پورے تیرہ عدد ہیں"۔

"تب پھر آٹھ عدد آس پاس ہی چھپے ہوئے ہونگے۔ نکولس اور جیری کہاں ہیں"؟۔

"یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک غار ہے۔ وہ دونوں وہیں ہیں اور ان شکرالیوں سے پورا پورا تعاون کر رہے ہیں"۔

دفعتاً عمران نے اس گیس سلینڈر سے بیہوش کر دینے والی گیس خارج کرنی شروع کر دی جو آکسیجن سلنڈر کے برابر ہی اس کی پشت پر بندھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی اس نے آہستہ سے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ وہ گیس ماسک چڑھا لیں۔

"میں انہیں بھی دیکھوں گی تم فکر نہ کرو"۔

"اور مادام۔۔۔ "اسی قیدی نے چیخ کر کوئی اور اطلاع دینی چاہی تھی لیکن پھر اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ اور آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب زمین پر لڑھک گئے۔

" کیا ہوا۔۔۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے تمہیں "؟۔ لیزا کی آواز آئی۔ لیکن نیچے سے کوئی جواب نہ پہنچ سکا۔

" نکولس، میں سب سمجھتی ہوں۔ تم نے انہیں گیس کے استعمال سے آگاہ کر دیا ہے۔ اب تم دیکھنا اپنا حشر "۔ لیزا پھر دہاڑی۔

عمران ایک قریبی درخت پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ شہباز نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔ اندھیرے میں درخت پر چڑھنا آسان کام نہیں تھا۔ شائد اسی بنا پر شہباز نے اسے روکنا چاہا تھا۔

تنے سے گزر کر اس نے ایک موٹی سی شاخ پر پیر جمائے تھے اور اوپر کی دوسری شاخ بائیں ہاتھ سے تھام کر داہنے ہاتھ سے مزید اوپر جانے کے لیے کوئی مناسب سی شاخ تلاش کرنے لگا تھا۔

تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ ایسی جگہ پہنچ گیا۔ جہاں سے وہ اس راکٹ نما ہیلی کاپٹر کو صاف دیکھ سکتا تھا۔ اس کا پنکھا گردش کر رہا تھا۔ اور وہ فضا میں معلق تھا۔

لیکن اس تک عمران کی پہنچ ناممکن تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ اپنے بیہوش ساتھیوں کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے جنگل پر فائرنگ ہی نہ شروع کر دے۔ لیزا جیسی عورتوں سے کچھ بعید نہیں۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر وہ سب کچھ کر گزرتی ہیں۔ تو پھر اب کیا کیا جائے۔ فوری طور پر کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آ سکی۔ نکولس نے اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ عمارت میں کوئی ہیلی کاپٹر بھی موجود ہے۔ اس لیے صرف اس ہیلی کاپٹر کا ذکر کیا تھا جس کے ذریعے رسد عمارت تک پہنچتی تھی۔ اور پھر وہ وہاں سے پرواز کر جاتا تھا۔ معمول کے مطابق ہی آتا تھا۔ معینہ دنوں کے علاوہ اور کبھی نہیں دکھائی دیتا تھا۔

اسی فکر کے دوران اچانک اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی چل گئی اور اس نے نکولس کی آواز کی نقل اتارتے ہوئے لیزا کو پکارا۔

" مجھے معاف کر دو، لیزا "۔

"کون۔۔۔۔نکولس۔۔۔۔تم کہاں ہو"؟۔

"ایک درخت پر مادام۔۔۔میں نے اس کے سر پر ضرب لگا کر بیہوش کر دیا ہے جس نے ابھی ابھی گیس استعمال کی تھی"۔

"اور استعمال سے تم نے ہی آگاہ کیا ہوگا"؟۔

"ہرگز نہیں۔ وہ دن یاد کرو تم ٹونی اور گیسپر کے ساتھ آئی تھیں اور مجھے بیہوش کرنے کی کوشش کی تھی۔ انہوں نے تمہیں ایسا کرتے دیکھا تھا۔

"یقین نہیں آتا"؟۔

"اچھا تو سنو"۔ عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔ "مجھے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کہ تمہارے ہاتھوں میرا کیا حشر ہوگا۔ میں تو ان دونوں لڑکیوں کو بچانا چاہتا ہوں جب سے یہ پورے تیرہ عدد اکٹھا ہوئے ہیں۔ ان کی تو جان پر بنی ہوئی ہے۔ کہیں مر ہی نہ جائیں۔ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا"۔

لیزا کی آواز فوراہی نہیں آئی تھی۔

"جلدی کوئی تدبیر کرو"۔ عمران ہی نکولس کی آواز میں چیخا۔

"وہ سب کہاں ہیں"؟۔

"ایک کے علاوہ اور سب بھاگ کھڑے ہوئے تھے تمہاری آواز سنکر وہ رکا رہ گیا تھا۔ شاید سمجھتا تھا کہ گیس ماسک اور سنتھلک گیس کا سلنڈر ہی اس کی حفاظت کو کافی ہوگا۔ اس نے زبردستی مجھے اپنے ساتھ لیا تھا۔ اور مجھے بھی گیس ماسک کے استعمال پر مجبور کیا تھا"۔

"اگر تم سچ مچ میری مدد پر آمادہ ہو تو میں تمہیں معاف کر دوں گی"۔

"میں تم سے اپنے لیے رحم کی بھیک نہیں مانگوں گا۔ لیکن خدا کے لیے ان لڑکیوں کو بچالو"؟۔

"اچھی بات ہے۔۔۔۔تو سنو۔ یہاں سے آدھے فرلانگ پر مشرق کی طرف لینڈ کرنے کی جگہ ہے۔ میں وہیں لینڈ کرنے جا رہی ہوں۔ وہیں پہنچ جاو"۔

"بہت اچھا۔۔۔ " عمران نے کہا۔ اوراس وقت تک درخت ہی پر رہا تھا جب تک ہیلی کا پٹر مڑ کر بتائی ہوئی سمت میں پرواز نہیں کر گیا۔ پھر وہ بڑی پھرتی سے نیچے اترا تھا۔

" کیا ہوا"؟ ۔ شہباز کی آواز آئی۔ " نکولس کہاں ہے۔ ہم اسے غار میں چھوڑ آئے تھے وہ درخت پر کیسے پہنچ گیا"۔

"وہ اب بھی غار ہی میں ہوگا"۔

" کمال کے آدمی ہو چچا"۔ شارق بولا۔

عمران نے جلدی جلدی انہیں بتایا تھا کہ وہ کیا کر گزرا ہے"۔

"تو پھر ہمیں اس طرف چل دینا چاہئے"۔ شہباز نے کہا۔

" نہیں صرف میں جاؤں گا کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ وہ بہت چالاک ہے۔ تم ان قیدیوں پر نظر رکھو۔ یہ جلدی ہی ہوش میں آ جائیں۔ کیونکہ گیس کسی قدر فاصلے سے پھینکی گئی تھی۔ اثر کمزور ہی ہوا ہوگا"۔

"میں بھی نہیں چچا"؟ ۔ شارق نے مایوسی سے پوچھا۔

" نہیں تم بھی نہیں بھتیجے"۔ عمران نے کہا اور انہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ اس نے وہ چھوٹا سا میدان پہلے ہی دیکھ رکھا تھا۔ جس کے آس پاس اونچے اور گھنی شاخوں والے درخت نہیں تھے۔

وہ تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔ اس کے اندازے کے مطابق ہیلی کا پٹر بہت پہلے لینڈ کر چکا ہوگا۔

جھاڑیوں کی اوٹ میں چلتے چلتے وہ اچانک رک گیا۔ تھوڑے فاصلے پر روشنی کا جھماکا سا ہوا تھا۔

اسی وقت خیال آیا کہ ضروری نہیں لیزا ہیلی کا پٹر سے اتر بھی آئے۔ ساخت کے اعتبار سے وہ ہیلی کا پٹر اسے غیر معمولی ہی لگا تھا۔ ہوسکتا ہے۔ اس نے سرچ لائٹ کی ٹیسٹنگ کی ہو۔ ورنہ روشنی کے جھماکے کا کیا جواز ہوسکتا ہے۔

روشنی میں کھیل بگڑ جاتا۔ اپنے کپڑوں کا تھیلا وہ غار ہی میں چھوڑ آیا تھا اور جسم پر کھال ہی کھال تھی۔ نکولس نے کپڑے پہن رکھے تھے۔ لیزا کو اگر ذرا سا بھی شک ہو گیا تو پھر ہاتھ نہیں آئے گی۔

وہ تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔ پھر اس میدان کے قریب جا پہنچا۔ جہاں ہیلی کاپٹر نے لینڈ کیا تھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے خود کو زمین پر گرایا تھا۔ اور اپنی پشت سے دونوں گیس سلنڈر کھول پھینکے تھے۔ گیس ماسک بھی اتار دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور لیزا نیچے اتر کر دروازے سے ملی کھڑی رہی۔

عمران سوچ رہا تھا کہ ضروری نہیں نیچے اترنے والی لیزا ہی ہو۔ وہ اس مہم پر تنہا تو نہیں آ سکتی۔ لہذا ابھی خود اس کی تدبیر کو کامیاب نہیں کہی جا سکتی۔

ہیلی کاپٹر یہاں سے زیادہ سے زیادہ بیس بائیس گز کے فاصلے پر رہا ہوگا۔ لیکن اندھیرے میں اس کا اندازہ کر لینا محال تھا کہ اس پر سے اترنے والا کوئی مرد ہے یا عورت۔ صرف ایک ہیولا سا نظر آ رہا تھا۔

عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ وہ سوچنے لگا خطرہ تو مول لینا ہی پڑے گا ورنہ ہو سکتا ہے مزید دیر ہو جانے پر وہ ہاتھ سے نکل جائے۔

وہ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا آگے بڑھا چکر کاٹ کر ہیلی کاپٹر کے دوسرے پہلو میں پہنچنا چاہتا تھا۔

ابھی آدھا ہی فاصلہ طے ہوا تھا کہ لیزا پھر ہیلی کاپٹر میں جا بیٹھی لیکن دروازہ کھلا ہی رہنے دیا۔

عمران رک گیا۔۔۔۔ دوسری دشواری۔

"اچھی بات ہے۔۔۔۔۔" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ "دیکھا جائیگا"۔

وہ اچانک کئی فٹ اچھلا اور دھم سے نیچے گر کر کراہا تھا۔ لیکن یہ کراہ بھی نکولس ہی کے سے انداز میں تھی۔

" کیا ہوا"؟۔ اس نے لیزا کی آواز سنی۔

"میں جھاڑیوں میں الجھ کر گر پڑا ہوں مادام۔ بری طرح الجھا ہوا ہوں اب اٹھ نہیں سکتا"۔

" ٹھہرو۔۔۔۔ میں آ رہی ہوں"۔

"روشنی نہ ہونے پائے"۔ وہ پتہ نہیں کہاں ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"تم اسی طرح بولتے رہو۔ میں تمہارے پاس پہنچ جاوں گی"۔

"جلدی کیجئے۔ وہ خبیث روحوں کی طرح میرے حواس پر چھائے ہوئے ہیں۔ ذرا سی بھی روشنی نہ ہونی چاہئے"۔

"فکر مت کرو"۔

پھر وہ اس کے سر ہی پر پہنچ گئی تھی۔ لیکن تاریکی میں۔۔۔۔ سیاہ بالوں کا وہ گول مٹول سا ڈھیر اسے نظر نہیں آیا تھا۔

دفعتاً عمران اچھلا اور اسے دبوچ بیٹھا۔

بالوں کا احساس ہوتے ہی بے اختیار لیزا چیخنے لگی تھیں۔

عمران نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"آخر ہو تو عورت ہی"۔ اس بار عمران اپنی اصل آواز اور شکرالی میں بولا تھا۔ "چیخنے کے علاوہ اور کیا کر سکتی ہو"۔

وہ نکولس کو گالیاں دینے لگی تھی۔ اس پر عمران کچھ نہیں بولا تھا۔ البتہ لیزا کی کنپٹیوں پر اس کی انگلیوں کا دباو بڑھتا جا رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ بیہوش ہو کر اس کے بازووں میں جھول گئی۔ عمران نے اسے کاندھے پر ڈالا تھا اور الاو کی سمت دوڑ لگا دی تھی۔

-------------------------------*-------------*

لیزا کو ہوش آیا تو اس پر بدحواسی طاری تھی۔ فوری طور پر احساس ہو گیا کہ ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے ہیں۔ اس کے اردگرد فیلڈرورکرز بھی دو زانو بیٹھے ہوئے تھے۔

الاو روشن تھا اور کالے جانوروں کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

"یہ بہت برا ہوا مادام"۔ ایک فیلڈ ورکر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اب زندگی کی کوئی امید باقی نہیں رہی"۔

"وہم ہے تمہارا۔۔۔ اگر انہوں نے مجھے مار ڈالا تو ہمیشہ اسی حال میں رہیں گے۔ دوبارہ آدمی نہ بن سکیں گے"۔

"تو کیا وہ دوبارہ آدمی بن سکیں گے"؟۔

" کیوں نہیں"۔

"بیہوش ہونے سے قبل میں آپ کو اطلاع دینا چاہتا تھا کہ ان کالے جانوروں میں سے ایک ہماری زبان بخوبی بول

اور سمجھ سکتا ہے"۔

"ناممکن"۔

"یقین کیجئے مادام، اسی نکولس سے ہمارے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ اور اسے بری طرح ورغلا رکھا ہے"۔

"میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی"۔

"پتہ نہیں اب وہ سب کہاں غائب ہو گئے ہیں"؟۔

لیزا کچھ نہ بولی۔ اس کے چہرے پر بدحواسی کے آثار بدستور قائم تھے۔

چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جا رہی تھی۔ یہ ایک بہت بڑا غار تھا۔

دفعتاً کسی جانب سے نکولس برآمد ہو کر ان کے سامنے کھڑا ہوا۔ لیزا اس سے نظریں چرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مادام گوردو۔۔۔۔ میری وہ جیکٹ کہاں ہے جو میں نے جانور بنائے جانے سے قبل پہن رکھی تھی"؟۔ نکولس نے سوال کیا۔

"کیوں"؟۔ لیزا نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔ "وہ جیکٹ اس وقت کیوں یاد آئی ہے"؟۔

"میرے سوال کا جواب دو"؟۔

"تمہارے وہ کپڑے آتشدان میں جھونک دیئے گئے تھے"۔

"بس تو پھر"۔ نکولس نے قہقہہ لگایا۔ "دریائے نمیلی کے کنارے پائے جانے والے ہیرے بھی آتشدان میں گئے۔ وہ نوٹ بک اسی جیکٹ کے استر میں سلی ہوئی تھی"۔

"تمہیں تو سب کچھ زبانی یاد ہو گیا تھا"؟۔ لیزا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"احمقانہ خیال، وہ تو میں نے اس لیے کہا تھا کہ تم مجھے جیری سمیت دوبارہ جنگل میں پھنکوا دو۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ ہم کدھر جاتے ہیں"۔

"خدا تمہیں غارت کرے"۔ لیزا دانت پیس کر بولی۔ "تم نے ہی آواز دیکر مجھے پھنسوایا بھی ہے۔ اب تم دیکھنا اپنا حشر"۔

"میں نے تمہیں آواز دی تھی"؟۔ نکولس نے حیرت سے کہا۔

"ہاں، تم نے۔۔۔۔ ورنہ میں ہیلی کاپٹر کیوں اتارتی"؟۔

"اوہ۔۔۔ میں سمجھا۔" کہہ کر نکولس نے قہقہہ لگایا تھا اور پھر بولا تھا۔

"وہ شکرالی جانور حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک ہے۔ میری تو کیا وہ تمہاری آواز کی بھی نقل کراتارسکتا ہے"۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو نکولس ڈارلنگ"۔ غار کے ایک گوشے سے لیزا کی آواز آئی۔

اور لیزا چونک کر اندھیرے میں گھورنے لگی۔ عمران آہستہ آہستہ روشنی میں آ گیا۔ لیزا اسے گھورے جا رہی تھی۔

"تو یہ تم تھے"؟۔ لیزا بالآخر بولی۔ "وہ جو نکولس کو کاندھے پر اٹھا کر پہاڑ کی طرف لے گئے تھے"؟۔

"ہاں میں وہی ہوں۔ تم لوگوں نے مجھے جانور بنا کر اچھا نہیں کیا۔۔۔۔ میں شکرالی نہیں ہوں۔ یہاں ایک مشن پر آیا تھا۔ تمہاری ہی طرح سفید فام ہوں۔ بس ذرا بال کالے تھے"۔

"اگر یہ بات ہے تو میں معافی چاہتی ہوں۔ تم دو دن کے اندر اندر اپنی اصلی حالت پر آ جاؤ گے۔ ہمیں رہا کر دو"؟۔

"اس پر مجھے غور کرنا پڑیگا"۔

"آخر کیوں؟۔ مجھے اپنی غلطی کا اعتراف ہے اور اس کا ازالہ کرنے پر بھی تیار ہوں۔ پھر غور و فکر کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے"؟۔

"بقیہ لوگ بھی جانور نہیں رہیں گے"۔

"اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس تجربے پر کثیر رقم صرف ہوئی ہے۔ اور پھر میں خود مختار نہیں ہوں کسی کے لیے کام کر رہی ہوں"۔

"تجربے کا مقصد کیا ہے"؟۔

"یہ مجھے نہیں بتایا گیا"۔

"تم ان سبھوں کو آدمی بناؤ گی"؟۔

"یہ ناممکن ہے"۔

"ناممکن کو ممکن بنانا میرا کام ہے"۔ عمران نے اپنا داہنا ہاتھ پشت پر سے سامنے لاتے ہوئے کہا۔ ہاتھ میں ہائپوڈرمل سرنج تھی۔ جس میں کوئی سیال بھرا ہوا تھا۔

"کک۔۔۔ کیا مطلب"؟۔ لیزا ہکلائی۔

"بارہ گھنٹے تک تم میرے احکامات کی تعمیل کرتی رہو گی۔ تمہاری اپنی قوت ارادی سو جائیگی۔ گیارھویں گھنٹے پر دوسرا انجکشن مزید تیرہ گھنٹوں کے لیے تمہیں میری فرماں بردار بنائے رکھنے کے لیے کافی ہوگا"۔

"تت۔۔۔ تم آخر ہو کون"؟۔

"ایک بے ضرر پادری، جو شکرالیوں میں مذہب کی تبلیغ کر رہا تھا"۔

"میں معافی چاہتی ہوں۔۔۔۔ فادر"۔

"ہنس کھیل کر اپنے اس خسارے کو برداشت کرو"۔ اس نے کہا اور آگے بڑھ کر لیزا کے بازو سے آستین پھاڑ دی۔

"نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔" وہ گھگھیائی۔ لیکن سوئی اس کے بازو میں پیوست ہو چکی تھی۔ اور عمران سرینج کا بٹن دبا رہا تھا۔

"لیزا کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی گئیں اور بالآخر سر سینے پر ڈھلک آیا۔

نکولس حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھے جا رہا تھا۔

"تھوڑی دیر بعد جاگے گی"۔ عمران بولا۔ "تم میرے ساتھ آو"۔

وہ اسے غار کے اس تاریک گوشے میں لے گیا۔ جہاں خود برآمد ہوا تھا۔

"اب کیا خیال ہے"؟۔ عمران نے پوچھا۔

" کچھ دیر قبل اپنے فیلڈ ورکرز سے اس نے جس قسم کی گفتگو کی تھی۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود ہی ہمیں دوبارہ آدمی بنا سکے گی"۔

"اس انجکشن کے اثر سے وہ سچی بات بتانے پر مجبور ہو گی"۔

"لیکن۔۔۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔ فادر۔۔۔۔۔ میں تو تمہیں شکرالی ہی سمجھتا تھا"۔

"بڑی دشواری آپڑی ہے۔ میں انہیں آدمی بنانے آیا تھا اور تمہارے سائنسدان آدمیوں کو جانور بنا دینے پر تلے ہوئے ہیں۔۔۔۔ مذہب آدمی بنانا چاہتا ہے اور سائینس حیوانیت کی طرف لے جا رہی ہے"۔

"خدا کرے اس کے پاس اینٹی ڈوٹ موجود ہو"۔

" کہیں نہ کہیں تو موجود ہی ہوگا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں دوسری دنیا تک ان لوگوں کا تعاقب کروں گا"۔

"اب کیا اسکیم ہے"؟۔

"میں اسے پہاڑ کی طرف لے جاوں گا۔ اور تم بھی میرے ساتھ ہوگے"۔

"وہاں بہر حال اور لوگ بھی موجود ہیں۔ محض ہم دونوں سے کام نہیں چلے گا"۔

"اس کی طرف سے بے فکر رہو۔ بیدار ہونے کے بعد وہ وہی کرے گی جو اس سے کہا جائیگا‘‘۔

"یہ کس قسم کا انجکشن تھا"؟۔

"فضول قسم کے سوالات کر کے وقت ضائع نہ کرو۔ چلو۔ وہ جاگ پڑی ہوگی"۔

لیزا سچ مچ بیدار ہی ملی لیکن پلکیں جھپکائے بغیر خلا میں گھورے جا رہی تھی۔ جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

وہ ان کی طرف متوجہ نہ ہوئی۔ اس کے فیلڈ ورکرز اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جا رہے تھے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ختم شد۔۔۔۔۔۔۔۔*۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*